سہ ماہی

اکتوبر۔دسمبر ۲۰۱۷ء

واقفین نو کا تعلیمی و تربیتی رسالہ

شمارہ نمبر 8

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مندرجات

اکتوبر۔دسمبر 2017ء

مدیر اعلیٰ/مینیجر
لقمان احمد کشور

مدیر (اردو)
فرخ راحیل

مجلس ادارت
صہیب احمد، عطاء الحیٔ ناصر
راشد مبشر طلحہ

معاون مینیجر
اطہر احمد باجوہ

سرورق ڈیزائن
عثمان ملک

مدیر (انگریزی)
قاصد معین احمد
editorenglish@ismaelmagazine.org

پرنٹنگ
رقیم پریس فارنہم یوکے

آن لائن(Online)
www.alislam.org/ismael

رابطہ کے لئے
editorurdu@ismaelmagazine.org
Waqf-e-Nau Central Department
22 Deer Park Road
London SW19 3TL,UK
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643

اداریہ

جماعت احمدیہ میں چھاپہ خانوں کی اہمیت اور حکمت کے ساتھ تبلیغ کرنے کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے اُس پُر آشوب زمانہ میں مبعوث فرمایا جبکہ ایمان ثریّا ستارے پر جا پہنچا تھا اور عیسائی اسلام کو مٹانے اور عیسائیت کی اشاعت کی خاطر ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔ آپ علیہ السلام ہی تھے جو سب سے پہلے دفاعِ اسلام کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا تعالیٰ نے اسلام کی حمایت، احیائے نو اور سربلندی کے لئے پانچ شاخوں پر مشتمل ایک الٰہی کارخانہ آپ کے سپرد کیا۔ آپ علیہ السلام نے ان پانچ شاخوں کا ذکر اپنی کتاب "فتح اسلام" میں فرمایا ہے۔ نمبر 1: تالیف و تصنیف، نمبر 2: اشتہارات، نمبر 3: واردین و صادرین، نمبر 4: مکتوبات اور نمبر 5: سلسلۂ بیعت۔ اس الٰہی کارخانہ کی پہلی اور دوسری شاخ اسلام کی تبلیغ و اشاعت بذریعہ تالیف و تصنیف اور اشتہارات سے تعلق رکھتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چھاپہ خانوں یعنی Print-ing Presses کی کتنی اہمیت ہے۔ جماعت کے چھاپہ خانوں میں روزانہ اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے لٹریچر شائع ہوتا ہے۔ قرآن کریم، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کتب و ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ خلفاء کی کتب، خطابات، خطبات وغیرہ بکثرت شائع ہوتے ہیں۔ پھر اسلام احمدیت کے تعارف پر مشتمل پمفلٹس اور فلائرز بھی گزشتہ چند سالوں میں کثرت سے شائع ہونے لگ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے چھاپہ خانوں میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ ہم لٹریچر کا خود بھی مطالعہ کریں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کریں تا کہ ہم اسلام کی تعلیمات کے پُر حکمت موتیوں کو اپنا بنانے اور صحیح طریق پر لوگوں کو حکمت کے ساتھ اسلام کی خوبصورت تعلیمات سے آگاہ کرنے والے ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 08/ستمبر 2017ء کے خطبہ جمعہ میں تفصیل سے حکمت کے ساتھ تبلیغ کرنے کے بارہ میں احباب جماعت کی رہنمائی فرمائی۔ واقفینِ نو اس خطبہ کو بار بار سنیں اور اس کے مطابق تبلیغ کرنے کے گر اپنانے کی کوشش کریں۔ ہم نے اس رسالہ کے آغاز میں قال اللہ، قال الرسول ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس کو اسی خطبہ جمعہ کی روشنی میں رکھا ہے۔ اس کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ یوکے 2017ء کا اردو ترجمہ شامل کیا ہے جس میں حضور انور نے ہمیں اس بات کی تلقین فرمائی ہے کہ ہم اپنے عہد یعنی "کلمہ" کی حقیقت کو سمجھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اوپر کی سطروں میں چھاپہ خانوں کی اہمیت کا ذکر ہوا ہے۔ اس حوالہ سے ہم نے اس شمارہ میں رقیم پریس گھانا میں خدمت کی توفیق پانے والے ایک واقفِ نو کا انٹرویو شامل کیا ہے تاکہ واقفین نو کی معلومات میں لٹریچر کی اشاعت کے حوالہ سے اضافہ ہو۔ اللہ کرے کہ ہم سب دین کو دنیا پر مقدّم رکھتے ہوئے مقبول خدمت کی توفیق پائیں۔ آمین۔

☆...☆...☆

قال اللہ تعالیٰ

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَ ھُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُھۡتَدِیۡنَ۔

(سورۃالنحل:126)

ترجمہ: اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا ربّ ہی اسے، جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہو، سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ:

حکمت کے معنی کئی ہیں۔ مثلاً علم، پختگی، عدل، نبوت، حلم اور بُردباری، جو چیز جہالت سے روکے، جو کلام حق کے موافق ہو، محل وموقع کے مناسب حال بات۔ یہ سب معنے یہاں چسپاں ہوتے ہیں۔ فرمایا حکمت کے ساتھ بلاؤ۔ یعنی **علمی باتوں کو بیان کرو۔** یعنی پہلے نبیوں کے صحیفوں پر مسائل کی بنیاد رکھ کر بات کرو۔ افسوس کہ مسلمان مفسروں نے اس حکم کی طرف توجہ نہیں کی۔ اور لوگوں سے سن سنا کر بائیبل کے متعلق ایسے حوالے اپنی کتب میں لکھ دیئے ہیں کہ یہود اور عیسائیوں کو آج تک ان کی وجہ سے اسلام پر حملہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ دوسرے یہ فرمایا کہ **پختہ باتیں بیان کرو۔** کوئی بات بھی کچی نہ ہو۔ بعض دفعہ انسان تائیدی دلائل کو مستقل دلائل کی صورت میں پیش کر دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن انہی کو پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ فرمایا: پہلے ہر دلیل کو اچھی طرح سے جانچ لو، جو پختہ اور مضبوط ہو اُسی کو پیش کرو۔

عدل کے معنی کے روسے یہ ہدایت فرمائی کہ کسی پر ایسا اعتراض نہ کرو جو تم پر بھی پڑتا ہو۔ کیونکہ اوّل تو یہ انصاف سے بعید ہے۔ دوسرے دشمن موقع پاکر بحث میں اس بات کو پیش کر دیتا ہے اور پھر شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔

آجکل آریہ اور عیسائی اسلام کے خلاف اسی بے انصافی سے کام لے رہے ہیں۔ یعنی وہ ایسے اعتراض اسلام پر کرتے ہیں جو ان کے مذہب پر زیادہ پڑتے ہیں۔ حالانکہ وہ باتیں جن پر وہ اعتراض کرتے ہیں اگر عیب ہیں تو پھر وہ اپنے مذہب کو کیوں مانتے

ہیں۔ اسلام ایسے اعتراضوں سے منع کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ اس زمانہ کے مسلمان اس نصیحت سے بالکل غافل ہیں۔ اور احمدیہ جماعت کے بانی کے خلاف ایسے امور کو اعتراض کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ جو سب انبیاء میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ امور قابل اعتراض ہیں تو ان کی وجہ سے سب نبیوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

حکمت کے معنے حلم کے بھی ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ نرمی کے ساتھ اور عقل سے کام لیتے ہوئے بات کیا کرو۔ کیونکہ جو شخص ایسا نہیں کرتا بلکہ جلد تیز ہو کر غصے اور جوش میں آجاتا ہے وہ دوسرے کو ہرگز سمجھا نہیں سکتا۔

نبوت کے معنوں کی رُو سے یہ مطلب ہوگا کہ الٰہی کلام کی مدد سے لوگوں کو دین کی طرف بلاؤ۔ جو دلائل خود قرآنِ کریم نے دیئے ہیں انہی کو پیش کرو۔ اپنے پاس سے ڈھکوسلے نہ پیش کیا کرو۔ آہ! اگر اس گُر کو مسلمان سمجھتے تو یہودیت اور عیسائیت کو کھا جاتے۔ ہمارا ہتھیار قرآنِ کریم ہی ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ**(سورۃ فرقان)۔ اس قرآن کی تلوار لے کر دنیا سے جہاد کے لئے نکل کھڑا ہو۔ پر افسوس کہ آج دنیا کی ہر چیز مسلمان کے ہاتھ میں ہے لیکن اگر نہیں تو یہی تلوار جس کو لے کر نکل کھڑے ہونے کا حکم تھا۔

مَا يَمْنَعُ مِنَ الْخَفْلِ کی رُو سے آیت کا یہ مطلب بنے گا کہ تم ایسے طریق سے کلام کیا کرو جس کو دوسرا سمجھ سکے اور اس سے اس کی غلط فہمی دور ہو سکے۔ یعنی وہ بات ہونی چاہئے جو جہالت کا قلع قمع کرے۔ اور مخاطب کے فہم کے مطابق ہو۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّمَ اَنْ نُکَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ کہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ سلم نے حکم دیا کہ لوگوں سے ان کے فہم اور ادراک کے مطابق کلام کیا کرو۔ بعض لوگ لیکچر دیتے ہیں تو موٹے موٹے لفظ اور اصطلاحیں استعمال کر کے رعب ڈالنا چاہتے ہیں۔ ان تقریروں سے جاہلوں پر رعب ضرور پڑ جاتا ہوگا مگر فائدہ ان کی تقریر سے کوئی نہیں اٹھاتا۔

موافق الحق کلام کو بھی حکمت کہتے ہیں۔ ان معنوں کے رُوسے آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ایسی بات کیا کرو جو سچی اور واقعات کے مطابق ہو۔ بعض لوگ یہ سمجھ کر کہ ہم سچے دین کی طرف ہی بلا رہے ہیں، بعض غلط باتوں کو بھی بیان کر دیتے ہیں۔ فرمایا یہ طریق غلط ہے۔ دشمن کے مقابلہ میں جو بات کہو سچی کہو۔ دوسروں کو ہدایت دیتے دیتے خود ہی گمراہ نہ ہو جاؤ۔ جیسے کہ فرمایا: لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ (سورۃ المائدۃ)۔ اگر تم ہدایت پر قائم رہتے ہو تو اس کی پرواہ نہ کرو کہ دوسرا گمراہ ہوتا ہے۔ یعنی کوئی ایسی بات جو گناہ ہو اِس خیال سے نہ کرو کہ اس کے ذریعہ سے میں دوسرے کو ہدایت دوں گا۔ جب تمہاری ہدایت اور دوسرے کی ہدایت ٹکرا جائے تو اس وقت تم اپنی ہدایت کی فکر کرو۔ اور دوسرے کی ہدایت کو خدا پر چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ مومن کافر ہو جائے اور کافر مومن۔ وہ تو دوسروں کو ہدایت دینا چاہتا ہے۔

حکمت محل و موقع کے مناسب کلام کو بھی کہتے ہیں۔ ان معنوں کے روسے مطلب آیت کا یہ ہوگا کہ تبلیغ میں بر محل بات کرنی چاہئے۔ اگر بعض دلائل سے دشمن کے برانگیختہ ہونے کا اندیشہ ہو اور خطرہ ہو کہ وہ اس طرح سے تمہاری بات نہ سنے گا۔ تو یہ مناسب نہیں کہ بلاوجہ اس کو چڑاؤ۔ تم اس کے سامنے دوسرے دلائل بیان کرو جن کو وہ ٹھنڈے دل سے سُن سکے۔ گویا بات کرتے وقت پہلے مزاج شناسی کر لو۔ اگر تم ان کو خواہ مخواہ بھڑکاؤ گے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اللہ اللہ کیا مختصر الفاظ میں تبلیغ کے سب گُر بیان کر دیئے ہیں۔ جو شخص بھی ان پر عمل کرے گا کبھی اپنے مقصد میں ناکام نہیں رہے گا۔

اَلْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ موعظہ حسنہ کے معنے پہلے گزر چکے ہیں۔ (یعنی وہ کلام جو دلوں کو نرم کر دیتا ہو، اور ان پر گہرا اثر ڈالتا ہو)

باقی صفحہ نمبر 29 پر ملاحظہ فرمائیں

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ۔ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا ۔ (ترمذی۔ابواب العلم)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ حکمت اور دانائی کی بات تو مومن کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے اسے چاہئے کہ جہاں بھی اسے پائے لے لے۔ کیونکہ وہی اس کا بہتر حقدار ہے۔

تشریح:

حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "یہ لطیف حدیث... علم کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ بتاتی ہے۔ علم ایسی چیز نہیں ہے کہ وہ صرف درس گاہوں میں شامل ہو کر یا مسجد کے خطبات سن کر یا عالموں کی مجلس میں بیٹھ کر یا اخبار پڑھ کر یا کتابوں کا مطالعہ کر کے ہی حاصل ہو سکے۔ بلکہ وہ ایک بہت وسیع چیز ہے جسے آنکھیں اور کان کھول کر زندگی گزارنے والا انسان صحیفۂ عالم کی ہر تختی سے حاصل کر سکتا ہے۔ علم کا شوق رکھنے والے انسان کے لئے زمین و آسمان اور سورج و چاند اور ستارے و سیارے اور جنگل و پہاڑ اور دریا و سمندر اور شہر و ویرانے اور دیوانے و فرزانے اور انسان و حیوان اور مرد و عورت اور بچے و بوڑھے اور جاہل و عالم اور دوست و دشمن سب ایک کھلی ہوئی علمی کتاب ہیں جن سے وہ اپنی استعداد اور اپنی کوشش کے مطابق علم کے خزانے بھر سکتا ہے۔ اس لئے ہمارے آقا (فِدَاہُ نَفْسِی) صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علم و حکمت کی بات مومن کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ اسے چاہئے کہ جہاں بھی اسے پائے لے لے۔ اور اپنے دل و دماغ کی کھڑکیوں کو اس طرح کھول کر رکھے کہ کوئی علمی بات جو اس کے سامنے آتی ہے۔ اس کے دل و دماغ کے خزانہ میں داخل

باقی صفحہ نمبر 25 پر ملاحظہ فرمائیں..

کلام الامام۔ امام الکلام

"جسے نصیحت کرنی ہو اسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد بالقلم کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"جب تو کسی عیسائی معلم کے ساتھ بحث کرے تو حکمت اور نیک نصیحتوں کے ساتھ بحث کر جو نرمی اور تہذیب سے ہو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بہتیرے اس زمانہ کے جاہل اور نادان مولوی اپنی حماقت سے یہی خیال رکھتے ہیں کہ جہاد اور تلوار سے دین کو پھیلانا نہایت ثواب کی بات ہے اور وہ درپردہ اور نفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں لیکن وہ ایسے خیال میں سخت غلطی پر ہیں اور ان کی غلط فہمی سے الٰہی کتاب پر الزام نہیں آسکتا۔ واقعی سچائیاں اور حقیقی صداقتیں کسی جبر کی محتاج نہیں ہوتیں بلکہ جبر اس بات پر دلیل ٹھہرتا ہے کہ روحانی دلائل کمزور ہیں۔ کیا وہ خدا جس نے اپنے پاک رسول پر یہ وحی نازل کی کہ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ (الاحقاف: 36) یعنی تو ایسا صبر کر کہ جو تمام اولوالعزم رسولوں کے صبر کے برابر ہو یعنی اگر تمام نبیوں کا صبر اکٹھا کر دیا جائے تو وہ تیرے صبر سے زیادہ نہ ہو۔ اور پھر فرمایا کہ لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرۃ: 257) یعنی دین میں جبر نہیں چاہیے۔ اور پھر فرمایا کہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ یعنی عیسائیوں کے ساتھ حکمت اور نیک وعظوں کے ساتھ مباحثہ کر نہ سختی سے۔ اور پھر فرمایا وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (اٰلِ عمران: 135) یعنی مومن وہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یاوہ گو اور ظالم طبع لوگوں کے حملوں کو معاف کر دیتے ہیں اور بیہودگی کا بیہودگی سے جواب نہیں دیتے۔ کیا ایسا خدا یہ تعلیم دے سکتا تھا کہ تم اپنے دین کے منکروں کو قتل کر دو اور ان کے مال لوٹ لو اور ان کے گھروں کو ویران کر دو بلکہ اسلام کی ابتدائی کارروائی جو حکم الٰہی کے موافق تھی صرف اتنی تھی کہ جنہوں نے ظالمانہ طور سے تلوار اٹھائی۔ وہ تلوار ہی سے مارے گئے۔ اور جیسا کیا ویسا اپنا پاداش پالیا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ تلوار کے ساتھ منکروں کو قتل کرتے پھرو۔ یہ تو جاہل مولویوں اور نادان پادریوں کا خیال ہے جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 459، 460 حاشیہ۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زیر آیت اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ)

"جسے نصیحت کرنی ہو اسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے پس جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔ اسی طرز کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے چنانچہ فرماتا ہے يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ (البقرۃ: 270)۔"

(الحکم جلد 7 نمبر 9 مورخہ 10 / مارچ 1903ء صفحہ 8 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زیر آیت اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ)

☆...☆...☆

مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے نیشنل اجتماع کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انگریزی زبان میں فرمودہ اختتامی خطاب کا اردو ترجمہ

(فرمودہ 17 ستمبر 2017ء بروز اتوار بمقام Country Market, Kingsley, Bordon، یوکے)

ترجمہ: فرخ راحیل

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر ممالک میں جہاں جماعت احمدیہ مستحکم ہے وہاں مجلس خدام الاحمدیہ اور دوسری ذیلی تنظیموں کا بھی قیام ہو چکا ہے۔ اور ذیلی تنظیموں کے قیام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہر عمر کے احمدیوں کی اخلاقی، دینی اور روحانی تربیت کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ ذیلی تنظیموں کو اس لئے قائم کیا گیا ہے تاکہ ممبران جماعت کو اپنے دین کے قریب لایا جائے اور انہیں ان کی انفرادی ذمہ داریاں سمجھائی جائیں۔ نیز ممبران جماعت کو اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے دنیاوی امور کی سرانجام دہی اور ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے رہنمائی کرنا بھی ذیلی تنظیموں کے کاموں میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ ذیلی تنظیموں کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ دین اور ملک و قوم دونوں کی خدمت کرنے کی ترغیب دلائیں اور یہ خدمت اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہونی چاہئے۔ جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ **مجلس خدام الاحمدیہ ہمارے 15 سے 40 سال کے نوجوان مردوں پر مشتمل ہے۔ اور اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام چل رہی ہے جو ہمارے نوجوان لڑکوں کی اخلاقی اور دینی تربیت کا خیال رکھتی ہے۔ 12 سے 15 سال کی عمر کے بڑے اطفال یقیناً ایسی عمر میں ہیں جس میں ان کے اذہان پختہ ہو رہے ہیں اور وہ اپنے دین کی بنیادی باتوں کو اور اپنے کئے ہوئے عہدوں کو بھی سمجھتے ہیں۔ اس کی روشنی میں آج میں سب سے بنیادی عہد کے بارہ میں بات کروں گا جو ہر مسلمان کرتا ہے اور وہ "کلمہ" ہے۔ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔** یہ وہ بنیادی الفاظ ہیں جن پر اسلامی تعلیمات کی بنیاد ہے۔ اور ہماری ذیلی تنظیموں کے عہدوں میں جن میں خدام الاحمدیہ کا عہد بھی شامل ہے ان سب کا آغاز ایمان کے اس اقرار سے ہوتا ہے۔ پس سمجھ بوجھ کی عمر کو پہنچنے والے ہر خادم اور ہر طفل کو لازماً سنجیدگی کے ساتھ اس عہد کے معانی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ **کلمہ کا پہلا حصہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔**

پس سب سے بنیادی اور اوّلین اصول جس کے مطابق ہر مسلمان مرد اور عورت کو اپنی زندگی لازماً بسر کرنی چاہئے وہ توحید ہے۔ یعنی اس کامل ایمان اور یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ لیکن یہ بات کافی نہیں کہ ان الفاظ کا صرف زبانی اقرار کیا جائے بلکہ اس اقرار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ذریعہ سے اپنے ایمان کا اظہار ہونا چاہئے۔ اور سب سے زیادہ اہمیت کی حامل اور اعلیٰ ترین عبادت نماز ہے۔ یعنی صلوٰۃ۔ قرآن کریم کے مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم پنجوقتہ فرض نمازیں ادا کریں۔ پس اگر ہم نمازوں کی ادائیگی میں سُست ہیں تو اس کا مطلب ہو گا کہ ہمارا اللہ تعالیٰ پر ایمان کا اقرار بے فائدہ ہے، کسی اہمیت کا حامل نہیں اور جھوٹا اقرار ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت خوبصورتی اور حکمت سے اس نکتہ کی وضاحت فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والا اس وقت اپنے اقرار میں سچا ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر عملی پہلو سے بھی وہ ثابت کر دکھائے کہ حقیقت میں اللہ کے سوا

کوئی محبوب و مطلوب اور مقصود نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے کہ جب انسان کی خدا تعالیٰ سے ایسی حالت ہو اور واقعی طور پر اس کا ایمانی اور عملی رنگ اس اقرار کو ظاہر کرنے والا ہو، تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور اس اقرار میں جھوٹا نہیں۔ ساری مادی چیزیں جل گئی ہیں اور ایک فنا اس پر اس کے ایمان میں آگئی ہے۔ تب وہ اس بات کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس کا اقرار سچّا ہے اور جھوٹ پر مبنی نہیں۔(ماخوذ از ملفوظات جلد2 صفحہ 59۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آپؑ نے تعلیم دی کہ سچّا مسلمان وہی ہے جس کا دل اور روح خدا تعالیٰ کی محبت سے مخمور ہے اور وہ اس ایمان میں رچا ہوا ہے کہ اللہ کے سوا اَور کوئی معبود نہیں۔ پس اس معیار کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے ورنہ انسان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا اقرار صرف سطحی اور اس کے الفاظ کھوکھلے ہیں۔

کلمہ کا دوسرا حصہ اس پختہ ایمان کا متقاضی ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ۔ یعنی محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ کلمہ کا جو دوسرا جزو ہے وہ نمونہ کے لئے ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام بنی نوع انسان کے لئے بہترین نمونہ ہیں اور آپؐ خدا تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری میں کامل انسان تھے۔ یقیناً قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عظیم اخلاق کے مالک تھے اور تمام انسانیت کے لئے اُسوۂ حسنہ یعنی بہترین نمونہ تھے۔ پس ہر احمدی مسلمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمارے نوجوانوں کو لازماً یہ احساس ہونا چاہئے کہ یہ وہ سنہری کنجی ہے جس سے ہم کامیابی کے دروازے کھول سکتے ہیں۔ اور ہم اسی ایک امید پر قائم ہیں کہ اسلام کی اصل حقیقت دنیا کے لوگوں پر ظاہر کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ پس اس کی روشنی میں مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی چند مثالیں دینا چاہتا ہوں جن سے ہمیں نمونہ حاصل کرنا چاہئے اور انہیں اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق الٰہی اتنا زیادہ تھا اور توحید باری تعالیٰ پر اس قدر ایمان تھا کہ غیر مسلم کافر بھی اس کا اقرار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کے بعد مکّہ کے کافر کھلے عام کہا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اپنے ربّ کا عاشق ہو گیا ہے۔(احیاء علوم الدین جلد 1 صفحہ 723 کتاب الآداب السماع والوجد مطبوعہ دار المعرفہ بیروت 2004ء)

مزید بر آں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں بھی اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا تھے۔ ایک دعا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جو ہر مسلمان کو بار بار پڑھنی چاہئے وہ یہ تھی کہ:

"اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اُس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں تجھ سے ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے

تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! اپنی اتنی محبت میرے دل میں ڈال دے جو میری اپنی ذات، میرے مال، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔"

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب دعاء داؤد اللھم أنی أسالک... حدیث 3490)

یہ خوبصورت دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فنا فی اللہ ہونے کی کامل حالت کا اظہار کرتی ہے۔ اور ہمیں لازمًا اس روح کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آجکل کی دنیا میں لوگ دین کو چھوڑ کر اپنی ذاتیات کو اس حد تک ترجیح دیتے ہیں کہ اُن میں اپنے خالق سے پیار اور محبت کا اظہار کرنے اور اس کے حقوق ادا کرنے کا احساس پیدا ہی نہیں ہوتا۔ ہم میں سے بھی بعض کو دنیاوی مال اور دنیاوی کامیابی حاصل کرنے کا اتنا جنون ہے کہ وہ مقررہ وقت پر نماز ادا کرنا ہی بھول جاتے ہیں۔ یا اپنی فیملی کے معاملات میں اتنے مصروف ہوتے ہیں کہ وہ اپنے اوّلین فرض کو یعنی خدا تعالیٰ سے پیار کرنے اور اس کی عبادت کرنے کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ یہ طرز عمل ایک حقیقی اور سچے مسلمان کا کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے پیار کو ہر چیز پر فوقیت دیں گے تب ہی ہم انصاف کے ساتھ کہہ سکیں گے کہ ہم اپنے ایمان کو مقدم رکھ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔

مزید بر آں توحید کے قیام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے صدقِ دل سے توحید باری کا اقرار کیا وہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور افضال حاصل کرنے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ایک مسلمان کو توحید کا اقرار اس دعا سے کرنا چاہئے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اُسی کی ہے۔ تمام تعریفوں کا بھی وہی مستحق ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے دن میں سو مرتبہ یہ دعا کی ایسے شخص کو دس غلاموں کی آزادی کے برابر ثواب ہوگا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں مٹائی جائیں گی۔ توحید باری پر مشتمل یہ ذکر اُس دن شام تک کے لئے شیطان سے اُس کی پناہ کا ذریعہ بن جائے گا اور کوئی شخص اُس سے بہتر عمل والا قرار نہیں پائے گا سوائے اُس شخص کے جو یہ ذکر اِس سے بھی زیادہ کثرت سے کرے۔ (صحیح البخاری کتاب الدعوات باب فضل التھلیل حدیث 6403)**

یہ دعا حقیقت میں ہمارے ایمان کے اقرار یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی اہمیت ظاہر کرتی ہے۔ اور جب انسان سنجیدگی کے ساتھ اس طرح دعا کرتا ہے تو ہر حال میں وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے گا۔ اس بات میں ذرّہ بھر بھی کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معیار سب سے اعلیٰ تھا۔ خواہ کیسے بھی حالات ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو حقوق اللہ کی ادائیگی میں حائل نہ ہونے دیتے۔ مثلاً احادیث میں مذکور ہے کہ انتہائی بیماری یا انتہائی زخمی حالت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں مسلسل آگے بڑھتے رہے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر گئے جس کے نتیجہ میں آپ کے جسم کا دایاں پہلو شدید زخمی ہو گیا۔ آپ کھڑے ہو کر نماز ادا نہ فرما سکتے تھے اس لئے بیٹھ کر نماز پڑھائی مگر باجماعت نماز میں ناغہ پسند نہ فرمایا۔ (صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی السطوح والمنبر والخشب حدیث 378) ذاتی طور پر ہم سب اپنی نیتوں اور اپنے عبادت کے معیاروں سے بخوبی واقف ہیں کہ کیا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟ یہ انتہائی افسوسناک حالت ہے کہ بہت سے احمدی اپنے ذاتی حقیر کاموں یا محض سستی کی وجہ سے نماز باجماعت کو قربان کر دیتے ہیں۔ اور پھر وہ مسلسل بے شرمی سے اور ذرّہ بھر بھی نادم ہوئے بغیر کلمہ کے الفاظ دہراتے ہیں اور اپنے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا زبانی دعویٰ ہر گز کافی نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ انسان کے اعمال اور اس کا کردار اس کے دعوے کے حق میں لازمًا گواہی دے رہے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور محبوب ترین خادم تھے۔ اس کے باوجود خشیتِ الٰہی آپ پر ہمیشہ حاوی رہتی تھی۔ **آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروکاروں کو مسلسل ہشیار رہنے کی تلقین فرمائی تا کہیں وہ غفلت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں یا اس کی محبت سے محروم نہ ہو جائیں۔** صحابہ کرامؓ کی کئی روایات ہیں جن سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے اور انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے حوالے کر دیتے تھے۔ مثلاً روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب صحابہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلوت میں عبادت کرتے ہوئے دیکھا تو آپ کی حالت یوں بیان کی کہ گریہ وزاری اور بُکا سے آپ کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔ (سنن النسائی کتاب الکسوف باب نوع آخر حدیث 1483) اور بعض صحابہؓ نے نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کو یوں بیان کیا کہ گویا چکّی چل رہی ہو۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب البکاء فی الصلاۃ حدیث 904) اور بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی عبادت کا یہ عالَم بیان کیا کہ روتے ہوئے سینے سے ہنڈیا اُبلنے کی طرح آواز آتی تھی۔(سنن النسائی کتاب السھو باب البکاء فی الصلاۃ حدیث 1215) عبادت، خشیتِ الٰہی اور عشقِ الٰہی کے یہ بے نظیر معیار تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمائے اور جو تمام انسانیت کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ ذکرِ الٰہی اور خدا تعالیٰ کی حمد و شکر میں بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ ترین معیار کو پہنچے ہوئے تھے۔ دن ہو یا رات، عالم خواب ہو یا بیداری، خلوت ہو یا جلوت کبھی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خالق کی یاد سے غافل نہیں ہوئے۔ **صحابہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے بعض دفعہ مَیں ستّر سے بھی زائد مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبیؐ فی الیوم واللیلۃ حدیث 6307)**

ذرا تصوّر کریں! اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی شدّت سے استغفار کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی تو پھر ہمارے لئے مسلسل استغفار کرنا اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا کتنا ضروری ہو گا۔ یقیناً استغفار کی اہمیت پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے کیونکہ استغفار سے ہماری توجہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف مرکوز رہتی ہے اور گناہوں اور بداعمال سے ہم محفوظ رہتے ہیں۔

مزید برآں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروکاروں کو تعلیم دی کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنا انتہائی ضروری امر ہے اور نماز شکر ادا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔(صحیح البخاری کتاب التہجد باب قیام النبیؐ اللیل حدیث 1130) ذاتی طور پر نماز سے محبت کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز حقیقی معنوں میں آپ کے دل اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھی(سنن النسائی کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء حدیث 3391) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل دعا کیا کرتے تھے کہ **"اے میرے ربّ مجھے اپنا ذکر کرنے والا اور شکر کرنے والا بنا"۔** (سنن الترمذی ابواب الدعوات باب رب اعنی ولا تعن علی ... حدیث 3551) جہاں تک قرآن کریم سے محبت اور اس کی تعلیمات کی پیروی کا تعلق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں بھی کامل نمونہ تھا۔ **حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن تھے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 305 حدیث 25816 مسند عائشہؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء) یعنی جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق جاننا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ قرآن کریم پڑھے۔** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ہر ذرّہ کلام الٰہی سے پیار میں اس قدر لپٹا ہوا تھا کہ کلام الٰہی سنتے وقت آپؐ پر رقّت طاری ہو جاتی اور آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمایا کچھ قرآن سناؤ! جب وہ اس آیت پر پہنچے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا (سورۃ النساء:42) 'پس کیا حال ہو گا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے۔ اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے'۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضبط نہ کر سکے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہ نکلی۔ ہاتھ کے اشارے سے فرمایا: بس کرو۔

(سنن الترمذی ابواب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ النساء حدیث 3024)

ایک اَور روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھے ایک رات گزارنے کا موقع ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کی تلاوت شروع کی اور رو پڑے یہاں تک کہ روتے روتے گر گئے۔ پھر بیس مرتبہ بسم اللہ پڑھی۔ ہر دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روتے روتے گر پڑتے۔ آخر میں مجھے فرمانے لگے وہ شخص بہت ہی نامراد ہے جس پر رحمٰن اور رحیم خدا بھی رحم نہ کرے۔(اتحاف السادۃ شرح احیاء علوم الدین جلد 5 صفحہ 88-89 کتاب آداب تلاوۃ القرآن الباب الثالث مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

پس آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم رحمٰن و رحیم خدا کے آگے جھکیں، اس کی عبادت کریں، اس کے آگے روئیں، اس کے لئے اپنے دلوں کو کھولیں اور اس کے احسانات اور افضال کے طلبگار ہوں اور یہ دعا کریں کہ ہم کبھی بھی بے نصیبوں میں شامل نہ ہوں۔

ابھی تک مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معیارِ عبادت اور تعلق باللہ کے حوالہ سے آپؐ کے کامل نمونہ پر بات کی ہے جس سے ہمیں کلمہ کے پہلے حصہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ یعنی "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" کی بہتر تفہیم ہوتی ہے اور اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح حقوق اللہ کی ادائیگی کیا کرتے تھے۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ہی کامل طور پر اپنے معاشرے اور بنی نوع انسان کے حقوق بھی ادا کیا کرتے تھے۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اِس پہلو پر بھی توجہ کریں تاکہ ہمیں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ" کی مکمل تفہیم ہو جائے۔ یعنی اس بات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جب ہمیں

یہ تفہیم ہو جائے گی تب ہی ہم اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اللہ کے رسول کی حیثیت سے اپنے فرائض سر انجام دیتے تھے اور آپ کس طرح رحمۃ للعالمین کے طور پر ایک لازوال حقیقی سر چشمہ ثابت ہوئے۔ آپ کے اخلاق بے عیب، ہر قسم کی تنقید سے بالا اور نمونے کے لحاظ سے حقیقی طور پر کامل تھے۔

مومن کی بنیادی صفات میں صادق اور امین ہونا اور اپنے عہدوں کا ایفا کرنا ہے۔ چنانچہ مخالفین اسلام بھی اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صفات میں انسانیت کے لئے بہترین نمونہ پیش فرمایا ہے۔ مثلاً ابو سفیان کی اُس وقت کی گواہی جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا بہت اہمیت کی حامل ہے۔ قیصر روم نے جب ابو سفیان سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیروکاروں کو کیا تعلیم دیتے ہیں تو ابو سفیان نے گواہی دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز، سچائی، پاکدامنی، ایفائے عہد اور امانت ادا کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب دعا النبیؐ الی الاسلام ... حدیث 1492)

جیسا کہ مَیں نے کہا یہ ایک جانی دشمن کا بیان تھا اور یہ اس بات کی گواہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا پیغام دیتے تھے۔ حالات خواہ کتنے ہی کٹھن ہوتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل سچائی، ایمانداری اور دیانتداری ہمہ وقت عیاں ہوتی تھی۔ مثلاً غزوات اور جنگوں میں یہ تصوّر عام تھا کہ فاتح قوم اپنے مدّمقابل کا مال لے سکتی ہے اور اس کے مال واسباب کو لوٹنا جائز ہے۔ تاہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل اس کے بالکل برعکس تھا۔ ذاتی مفاد کی بجائے، اپنے آپ کو اور اپنے پیروکاروں کو مالدار بنانے کی بجائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا یہ تقاضا تھا کہ ہرگز کسی قسم کی ناانصافی روا نہ رکھی جائے۔

مثلاً غزوۂ خیبر جو یہودیوں کے خلاف لڑا گیا بہت کٹھن، مشکل اور طویل غزوہ تھا۔ اس وقت بھوک اور فاقے کے ایام بڑھ گئے۔ یہود کے ایک حبشی چرواہے نے اسلام قبول کرلیا اور سوال پیدا ہوا کہ اس کے سپرد یہود کی بکریوں کا کیا کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حال میں امانت کی حفاظت کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی بھوک اور فاقہ جیسی قربانی دے دی مگر کیا مجال کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت میں کوئی فرق آیا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بکریوں کا منہ قلعے کی طرف کر کے ان کو ہانک دو۔ خدا تعالیٰ ان کو ان کے مالک کے پاس پہنچادے گا۔ (سیرت ابن ہشام جلد 2 صفحہ 213-214 باب ذکر المسیر الی خیبر مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت 2008ء) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت بھی اپنے مدّمقابل کے حقوق کا خیال رکھا اور اِس طرح امانتوں اور حقوق العباد ادا کرنے کی ایک بے نظیر مثال قائم فرمائی۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی جنگ کے بعد کوئی معاہدہ طے فرماتے تو آپ خود بھی معاہدہ کے پابند رہتے اور اس بات کو یقینی بناتے کہ دوسرے مسلمان بھی اس کے پابند رہیں۔ مثال کے طور پر صلح حدیبیہ کے بعد بعض اوقات مسلمانوں کی جانوں کو خطرہ تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معاہدہ سے کبھی اِدھر اُدھر نہ ہوئے اور مسلسل معاہدہ کا پاس رکھتے خواہ خطرہ کتنا ہی بڑا ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہ صرف تعلیم دی بلکہ ہر لحاظ سے عملی طور پر دکھایا کہ کس طرح ہمیں لازماً دین کو دنیا کے ہر معاملہ پر مقدم رکھنا ہے۔ اور ہم سب احمدی بار بار یہ عہد دوہراتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ **جب بھی کوئی ذاتی معاملہ کھڑا ہوتا ہے تو بہتیرے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مثلاً سورۃ الجمعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب جمعہ کی نماز کے لئے بلایا جائے تو خرید و فروخت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ (سورۃ الجمعۃ:10) لیکن ہم میں سے بھی بعض ایسے ہیں جو اس قرآنی حکم کی پروا نہیں کرتے۔ پس میں تمام خدام کو کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس تعلیم کو اپنے ذہنوں میں راسخ رکھیں اور دنیاوی معاملات کی بجائے جمعہ پڑھنے کو مقدم رکھیں۔**

جہاں تک دنیاداری اور دنیاوی مال کے حصول کا تعلق ہے اس کے لئے ہمیں اس حدیث کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار تشریف لے گئے، لوگ آپؐ کے دائیں بائیں تھے۔ آپؐ ایک چھوٹے کانوں والے مُردہ بکروٹے کے پاس سے گزرے، آپؐ نے اس کا کان پکڑ کر صحابہ سے فرمایا کہ تم میں کوئی اسے ایک درہم میں لینے کو تیار ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم اسے کیا کریں گے؟ ہمیں ہرگز یہ کسی چیز کے عوض لینا بھی گوارا نہیں۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ کیا تم پسند کرو گے کہ تم اسے لے لو؟ انہوں نے پھر جواب دیا کہ اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو چھوٹے کانوں کا عیب اس میں تھا۔ اب مردہ ہونے کی حالت میں بھلا اس کی کیا حیثیت ہوگی؟ اس پر آپؐ نے فرمایا "خدا کی قسم! دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مردہ بکروٹے سے بھی زیادہ ذلیل اور حقیر ہے"۔ (صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق باب الدنیا سجن المومن ... الخ حدیث 7418) اس لئے دنیاداری کے حصول میں نہ لگے رہو بلکہ ہمیشہ

قُربِ الٰہی اور رضائے الٰہی کو ترجیح دو۔

مزید برآں دنیادار لوگوں میں یہ سوچ عام ہے کہ کسی حد تک تجارت اور کاروبار میں جھوٹ اور دھوکہ بازی جائز ہے۔ ایسا رویّہ بھی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ دنیا کو دین پر مقدم رکھا جارہا ہے نہ کہ دین کو دنیا پر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے جھوٹ اور دھوکہ بازی کو گناہ قرار دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو نصیحت فرمائی کہ سودا کرتے وقت کسی جھوٹ یا لغو بات کا بھی امکان ہوتا ہے اس لئے کوئی بھی سودا کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے دینا چاہئے تاکہ ہر قسم کے ضرر سے محفوظ رہیں۔ (سنن النسائی کتاب الایمان والنذور باب فی اللغو والکذب حدیث 3830) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی بازار میں تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

”اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار اور جو اس کے اندر ہے اس کی بھلائی کا طلبگار ہوں اور میں اس بازار اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میں اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ بازار میں کوئی جھوٹی قسم کھاؤں یا گھاٹے والا سودا کروں“۔(مستدرک للحاکم کتاب الدعاء والتکبیر جلد 2 صفحہ 753 حدیث 1977 حدیث رافع بن خدیجؓ مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز ریاض 2000ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ یاد دلاتے رہتے تھے کہ ایک تاجر دھوکہ کی بنیاد پر، اشیاء کی قیمت یا معیار کو بڑھا چڑھا کر تو بیچ سکتا ہے لیکن ایسی تجارت میں کوئی برکت نہیں پڑسکتی۔ اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امانتدار اور سچے مسلمان تاجر کو خوشخبری دی ہے کہ وہ قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ہوگا۔

(سنن الترمذی ابواب البیوع باب ماجاء فی التجار... حدیث 1209)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ داروں سے حسن سلوک کی اہمیت اور صلہ رحمی کی برکات پر بھی بہت زور دیا ہے۔ اس حوالہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”صلہ رحمی یہ نہیں کہ رشتہ داروں کے حسن سلوک کا بدلہ دیا جائے۔ اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ رشتہ توڑنے والے سے جوڑنے کی کوشش کرے۔“ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 373 حدیث 15703 مسند معاذ بن انسؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء) یقیناً آج یہ ایک انتہائی اہم اور زرّیں اصول ہے اور اگر ہمارے نوجوان اس اصول پر توجہ کریں تو بہت سے گھریلو مسائل ختم ہو جائیں۔

مخلوق کی ہمدردی کے حوالہ سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سب سے اعلیٰ تھا۔ آپ کبھی بھی کمزور اور حاجتمندوں کی مدد کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے اور یہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرے گا اور اگر وہ کسی مسلمان بھائی کی مشکل دُور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی مشکلات دُور کرے گا اور اگر وہ اپنے مسلمان بھائی کی غلطی کی پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی غلطیوں کی پردہ پوشی کرے گا۔ (صحیح البخاری کتاب المظالم والغضب باب لایظلم المسلم المسلم ولایسلمہ حدیث 2442)

ایک بہت اہم حدیث جس کا علم ہم سب کو ہونا چاہئے وہ یہ ہے کہ

حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ اور سلامت رہیں۔(صحیح البخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ حدیث 10)آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کو جاننے کے باوجود ہم میں سے بہت سے ان پر عمل کرنے سے قاصر ہیں۔ اگر لوگ اس تعلیم کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتے تو نجی سطح پر بھی اور معاشرتی سطح پر بھی نفرتوں اور تنازعات کا خاتمہ ہو جاتا۔ اس حدیث میں مسلمانوں کو صرف یہ حکم نہیں دیا گیا کہ وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رہیں بلکہ یہ حدیث انہیں رفاہی کاموں کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے کیونکہ حدیث کے گہرے معانی تقاضا کرتے ہیں کہ مسلمان فعّال ہو کر انسانیت کی مدد اور خدمت کرے۔ اس کا اعلیٰ ترین نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تھے جو ہر لحظہ خود اپنے ہاتھوں سے حاجتمندوں کی مدد کرنے کے لئے تیار رہتے اور معاشرے کے تمام محروم اور غیر محفوظ لوگوں پر پیار اور محبت کی بارش برساتے تھے۔

کئی مواقع پر غریب اور مستحق لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد جاتے وقت یا راہ چلتے روک لیا کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہ چڑتے اور نہ ہی بے صبری کا مظاہرہ کرتے بلکہ انتہائی محبت، لگن اور توجہ سے اُن کی باتوں کو سنتے اور اُنہیں حوصلہ دیتے اور ان کی مدد فرماتے۔ حقیقت میں ہمیں لازماً اس پاک نمونہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور ہمیں احساس ہونا چاہئے کہ ایک حقیقی مسلمان وہ ہے جو دوسروں کے دُکھ اور درد کو اپنا سمجھنے والا ہے۔

گھر میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین عملی نمونہ قائم فرمایا اور اپنے اہل و عیال کی روحانی اور اخلاقی ترقی کا خیال رکھا۔ مثال کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فیملی کو رات کے وقت نماز کے لئے جگاتے(صحیح البخاری کتاب الاعتکاف باب العمل فی العشر الاَوَاخر من رمضان حدیث 2024) اور دوسرے مسلمانوں کو بھی تلقین فرماتے کہ ایسا کیا کریں۔(سنن ابو داؤد ابواب قیام اللیل باب قیام اللیل حدیث 1308) پس ہمارے مَردوں کو نہ صرف خود مقررہ وقت پر نماز ادا کرنی چاہئے بلکہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ گھر کے افراد بھی بر وقت نماز ادا کر رہے ہیں اور نمازِ فجر کے لئے اُٹھ رہے ہیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کی طرف مجلس خدام الاحمدیہ کو خاص توجہ دینی چاہئے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل و عیال کے گھر میں بھی بہترین نمونہ قائم فرمایا اور عورتوں کے حقوق قائم فرمائے۔ بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زور دیا کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ پیار، محبت اور شفقت سے پیش آیا کرے اور اُس کی عزت کیا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں بہتر ہے اور مَیں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں۔(سنن الترمذی ابواب المناقب باب فی فضل ازواج النبیؐ حدیث 3895) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض اوقات مرد اور عورت کے درمیان کسی عیب یا کسی عادت کی وجہ سے جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو دوسرے میں کوئی عیب نظر آتا ہے یا اُس کی کوئی ادا ناپسند ہے تو کئی باتیں اس کی پسند بھی ہوں گی جو اچھی بھی لگیں گی، اُن کو مدِ نظر رکھ کر ایثار کا پہلو اختیار کرتے ہوئے موافقت کی فضا پیدا کرنی چاہئے۔(صحیح مسلم کتاب الرضاع باب الوصیۃ بالنساء حدیث 3645)اس تعلیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہت ہی خوبصورت اور حکمت سے پُر نصیحت فرمائی کہ کس طرح اپنے گھروں میں امن و سکون قائم رکھا جا سکتا ہے۔

ایک مرد کا اپنی بیوی سے نرمی اور شفقت سے بات کرنا بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس حوالہ سے حضرت عائشہؓ نے گواہی دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم۔ عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ اپنی ساری زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی کسی بیوی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا اور نہ ہی کبھی کسی خادم کو مارا۔(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مباعدۃ ؐ للآثام ... حدیث 6050)حالانکہ آپ ایک ایسے دَور میں رہتے تھے جس میں ایسا کرنا عام سمجھا جاتا تھا۔ افسوس کہ آج بھی کئی مردوں کو چھوٹی چھوٹی حقیر باتوں کی وجہ سے اپنی بیویوں پر غصہ آ جاتا ہے۔ مَیں مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبران کو تاکید کرنا چاہتا ہوں کہ اپنی اَناؤں کو چھوڑ دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو اپنائیں کیونکہ آپؐ عاجزی میں سب سے اعلیٰ تھے۔ یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ مرد جو اپنی عورتوں سے اچھا سلوک نہیں کرتا تقویٰ شعار لوگوں میں شامل نہیں ہو سکتا۔

مَیں نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چند خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی لاتعداد مثالیں ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل نمونہ کو زندگی کے ہر حصہ میں ظاہر کرتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی باتیں سُن لینا یا پڑھ لینا ہی کافی نہیں بلکہ ہم سب

کو لازمًا اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے آپؐ کے نمونہ کو اپنانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی پیروی کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر ہم ایسا کرنے والے ہوں گے تب ہی ہم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حقیقی معانی اور مقام کو سمجھنے والے ہوں گے۔ اور تب ہی ہم یہ دعویٰ کرنے کے لائق ہوں گے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے اور ہم اپنی زندگیوں میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کے عہد کو پورا کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی زندگی کی جو بنیاد ہے یعنی کلمہ اس کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں۔

آخر پر مَیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں آپ نے اپنی جماعت سے وابستہ توقعات پر روشنی ڈالی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کے لیے نہیں ہے جیسے عام دنیادار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس مَیں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمّی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لیے کھڑا کیا ہے۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سُود ہے، تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرکے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشاء کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔"

فرمایا: "خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدُوں زندہ نہیں رہ سکتی۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 282۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اس کے مطابق ہمیں ہمیشہ اپنی حالتوں کو بہتر بنانے، اپنی اصلاح کرنے اور مخلص مسلمان بننے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ جب ہم یہ الفاظ کہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں" تو ہم اس کے حقیقی معانی سمجھنے والے ہوں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے از خود متحرک ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن تھا کہ دنیا اپنے خالق کو پہچانے اور خدا تعالیٰ کی توحید کو مانے اور یہ کہ بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرے۔ ہمیں ذاتی طور پر از خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دنیا کی اکثریت اسلام کو ایک شدّت پسند مذہب تسلیم کرتی ہے اور دہشتگردی کو ہوا دینے والا مذہب سمجھتی ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے کی سعی کرنی چاہیئے تاکہ دنیا کو سمجھ آ جائے کہ اسلام درحقیقت ایک امن پسند مذہب ہے جو یہ چاہتا ہے کہ انسان اپنے خالق کو پہچانے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے۔

اللہ کرے کہ ہم اپنے طرزِ عمل سے دنیا کو اس بات پر قائل کرنے والے ہوں کہ حقیقی مسلمان وہ ہیں جو پیار کے پُل بنانا چاہتے ہیں اور جو معاشرے کی ہر سطح پر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم اپنے عملی نمونہ سے یہ ظاہر کرنے والے ہوں کہ حقیقی مسلمان وہ ہیں جو ہر بدامنی اور ہر تنازعہ کو دنیا سے ختم کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس عظیم مقصد کو پورا کرنے والے ہوں، اسلام کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں اور دنیا کے ہر حصہ میں اسے پھیلانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ یُوکے کو مسلسل برکت دیتا چلا جائے اور ہر لحاظ سے دنیا میں تمام خدّام کو برکت دے۔ آمین۔

☆...☆...☆

انٹرنیٹ اور دوسری چیزوں پر لغویات دیکھنے کی بجائے وہ وقت دین کا علم حاصل کرنے کے لئے صَرف کرنے والے ہوں تو تب سپیشل ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28/ اکتوبر 2016ء

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14/اگست 2016ء کوکینیڈامیں واقفین نَو کی کلاس میں ایک واقفِ نَو سے دریافت فرمایا:

''ہماراخدا'' جوکتاب ہے،آپ نے پڑھی ہے؟

حضورانور نے فرمایا:انگریزی میں اس کانام Our God ہے۔اسے ضرور پڑھو۔**ہرواقفِ نوکویہ کتاب پڑھنی چاہئے کیونکہ آجکل دہریت کازور ہے۔** (الفضل انٹرنیشنل 9/دسمبر 2016ء)

أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

ہماراخدا

جس میں خداتعالیٰ کی ہستی کوعقلی دلائل سے ثابت کیا گیاہے

تصنیف لطیف

حضرت مرزا بشیراحمد صاحب ایم۔اے

قسط نمبر8

خدا کی ہستی کے متعلق عقلی دلائل

احتیاطی دلیل

اب میں مختصر طور پر چند وہ عقلی دلائل بیان کرتا ہوں جن سے ہمیں خداتعالیٰ کی ہستی کا پتہ چلتاہے اور جیسا کہ اوپر بیان ہوُاہے یہ دلائل ہمیں صرف ''ہوناچاہئے'' کے مقام تک لے جاتے ہیں اور اس سے اوپر جانے کے واسطے ہمیں اور قسم کے دلائل کی ضرورت ہوگی جو انشاء اللہ بعد میں بیان کئے جائیں گے۔مگران عقلی دلائل کے بیان کرنے سے قبل میں ایک ایسی دلیل بیان کرناچاہتاہوں جو محض ایک احتیاطی دلیل ہے۔یہ بات مخفی نہیں ہے کہ بعض اوقات ہم دنیا میں ایک کام محض اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ اس کا اختیار کرنا گوویسے کسی معقول بناپر ضروری نہ ہو مگر احتیاط کے پہلو کو مدنظر رکھ کر ضروری ہوتاہے۔مثلاً اگر ہم رات کے وقت کسی جنگل بیابان میں ڈیرہ لگاتے ہیں تو بعض اوقات باوجود اس علم کے کہ جنگل کے اس حصہ میں کسی درندہ یاچور چکار کااندیشہ نہیں ہے ہم احتیاطاًرات کے وقت پہرہ کا انتظام کرلیتے ہیں اس خیال سے کہ گو بظاہر کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن ممکن ہے کہ کوئی خطرہ کا احتمال پیدا ہوجائے اور اُس وقت ہم بے دست وپاہوں اور ہماری عقل ہمیں یہی مشورہ دیتی ہے کہ اگر توکوئی خطرہ پیدانہ ہوُاتواس صورت میں پہرہ کا انتظام ہمارے لئے نقصان دہ نہیں اور اگر کوئی خطرہ پیداہوگیاتولاریب پہرہ کا انتظام ہمیں بہت فائدہ پہنچاسکتاہے۔الغرض بسااوقات ہم ایک کام محض احتیاطی پہلو سے اختیار کرتے ہیں اور ساری دنیااس بات پر متفق ہے کہ اس قسم کے احتیاطی انتظام بھی ضروری اور مفید ہوتے ہیں۔

اب اس اصل کے ماتحت ہم ہستیٔ باری تعالیٰ کے اُصول پر نظر ڈالتے ہیں تو ہماری عقل یہی فیصلہ کرتی ہے کہ خداتعالیٰ پر ایمان لے آنا انکار کردینے سے بہرحال زیادہ امن اور زیادہ احتیاط کا طریق ہے۔اگر تو کوئی خدانہیں اور یہ ساراکارخانۂ عالم محض کسی اتفاق کا نتیجہ ہے تو ظاہر ہے کہ ہماراخداپرایمان لاناہمارے واسطے کسی طرح نقصان دہ نہیں ہوسکتااور اگر کوئی خداہے تو ہمارایہ ایمان لاریب سراسر مفید اور فائدہ مند ہوگا۔آخر اس سوال کے دو ہی جواب ہوسکتے ہیں تیسراتوکوئی ممکن نہیں۔یا یہ کہ ساری دنیاخودبخود اپنے آپ سے ہے اور خودبخود ہی چل رہی ہے اور خدا(نعوذ باللہ) ایک خیالِ باطل ہے اور یااس کا ایک خالق ومالک ہے جس نے اسے پیداکیاہے اور جو اسے چلارہاہے۔ان کے علاوہ تیسراکوئی پہلو ہماری عقل تجویز نہیں کرتی۔اب اگر ہم خداکاانکار کردیتے ہیں تو یہ امکان کہ ممکن ہے کہ کوئی خداہو ہمارے لئے خطرناک احتمالات پیش کرتاہے اور اگر ہم خداپرایمان لے آتے ہیں تو یہ امکان کہ ممکن ہے کوئی خدانہ ہو ہمارے لئے قطعاً کوئی خطرناک احتمال پیش نہیں کرتا فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الانعام 82) یعنی ''سوچو کہ کون گروہ امن کے زیادہ قریب ہے،انکار کرنے والایاایمان لانے والا؟''

پس ثابت ہوُاکہ خداکومان لیناہی احتیاط کارستہ ہے کیونکہ اس میں کسی قسم کے نقصان کا احتمال نہیں ہے اور انکار کردینے میں نقصان کا احتمال موجود ہے۔

کہتے ہیں کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا تھا کہ خدا کی ہستی کا کیا ثبوت ہے؟ انہوں نے یہ دیکھ کر کہ سائل ایک سیدھا سادہ آدمی ہے اسے یہی جواب دیا کہ دیکھو تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اگر تو کوئی خدا نہیں ہے تو مان لینے والے اور نہ ماننے والے سب برابر ہیں۔ کسی کا کوئی نقصان نہیں ہے اور اگر خدا ہے تو خوب یاد رکھو کہ انکار کرنے والے کی خیر نہیں۔ اُس شخص کی اسی دلیل سے تسلی ہوگئی اور اُس نے آگے کوئی سوال نہ کیا۔ واقعی اگر تو کوئی خدا نہیں ہے تو ہمیں مان لینے میں حرج کیا ہے؟ وہ کونسی چیز ہے جو خدا کو مان کر ہمیں چھوڑنی پڑتی ہے؟ موٹی باتوں میں زنا، قتل، چوری، ڈاکہ، جُھوٹ، دھوکہ، فریب وغیرہ ہی وہ باتیں ہیں جو ایمان باللہ تم سے چھڑاتا ہے اور یہ وہ باتیں ہیں جن کو خود تمہاری فطرت اور تمہاری عقل اور تمہاری حکومت بھی تم سے چھڑا رہی ہیں۔ پس خدا پر ایمان لے آنے سے تمہارا نقصان کیا ہوا؟ یہ ایمان تمہاری کسی جائز خواہش کے جائز طور پر پورا ہونے میں قطعاً کوئی روک نہیں ہوتا۔ تم جائز طور پر کھاؤ، پیو۔ سوؤ، جاگو۔ اُٹھو، بیٹھو۔ کھیلو، کودو۔ پڑھو، لکھو۔ دنیا کے کام کرو۔ مال کماؤ۔ دوستیاں لگاؤ۔ بیویاں کرکے گھر بساؤ اولاد پیدا کرو۔ تمہارا خدا پر ایمان لانا ہرگز تمہیں کسی کام سے نہیں روکتا۔ بلکہ وہ صرف ایسے کاموں سے منع کرتا ہے جو تمہاری ذات کے لئے یا دوسروں کی ذات کے لئے ضرر رساں اور نقصان دہ ہیں اور ایسے کاموں سے باز رہنا خود تمہاری فطرت اور عقل اور قانونِ تمدّن اور قانونِ سیاست کا بھی تقاضا ہے۔ پس تمہیں خدا پر ایمان لانے میں نقصان کیا ہے؟ اور اگر کہو کہ ہم کیوں بلا ثبوت خدا کو مانیں تو مَیں کہتا ہوں کہ جس طرح تم دنیا میں بیشمار احتیاطی تجاویز کیا کرتے ہو اُسی طرح کی ایک تجویز اِسے بھی سمجھ لو۔ بہر حال جب مان لینے میں فائدہ کا احتمال ہے اور نقصان کا احتمال نہیں اور انکار کر دینے میں فائدہ کا کوئی احتمال نہیں اور نقصان کا احتمال ہے تو پھر خود سوچ لو کہ کونسا طریق امن اور احتیاط کے زیادہ قریب ہے؟ ظاہر ہے کہ عموماً خدا کا انکار کرنے والے صرف اس لئے انکار کرتے ہیں کہ اُن کے نزدیک خدا کی ہستی کا کوئی ثبوت نہیں اور اس لئے انکار نہیں کرتے کہ خدا کے نہ ہونے کا ان کے پاس کوئی ثبوت ہے۔ پس اس صورت میں احتیاطی پہلو کو مدّ نظر رکھ کر ہر عقلمند کی عقل یہی فتویٰ دے گی کہ خُدا پر ایمان لانا ہی اقرب بالامن ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اگر تو خدا کوئی نہیں تو سب برابر ہوئے۔ ہمیں اُس پر ایمان لانے میں کوئی نقصان نہیں۔ اور اگر خدا ہے تو ماننے والے فائدہ میں رہے اور انکار کرنے والے اپنا انجام آپ سوچ لیں۔

اگر کوئی شخص یہ شبہ پیدا کرے کہ ایسا ایمان کس کام کا ہے جس کی بنیاد حقیقت پر نہیں بلکہ محض احتیاطی پہلو پر ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک ایسا ایمان حقیقی ایمان نہیں کہلا سکتا لیکن نہ ہونے سے ضرور بہتر ہے اور کم از کم ایسا شخص اس قسم کے ایمان کی وجہ سے خدا کی طرف کچھ نہ کچھ متوجہ رہے گا اور یہ توجہ اُسے حقیقی ایمان کے حصول میں بطور زینہ کے کام دے سکے گی۔ علاوہ ازیں یہ ایمان گاہے گاہے نیک اعمال کے لئے بھی محرک ہو سکتا ہے۔ بہر حال خواہ یہ ایمان کیسا ہی ناقص ہو، نہ ہونے سے یقیناً بہتر ہے اور جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں ایسا ایمان اس احتیاطی دلیل کے نتیجہ میں بھی پیدا ہو سکتا ہے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس سے محروم رہیں۔

(ہمارا خدا مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے صفحہ 47تا50)

(باقی آئندہ)..........

☆...☆...☆

رسالہ "اسماعیل" دنیا بھر میں بسنے والے کے واقفین نَو کا رسالہ ہے۔ آپ اس کے لئے ضرور لکھیں اور اپنے واقفینِ نَو ساتھیوں کو بھی اس رسالہ کے بارہ میں بتائیں۔

اگر آپ رسالہ لگوانا چاہتے ہیں تو درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں:

manager@ismaelmagazine.org
Waqf-e-Nau Central Department
22 Deer Park Road
London SW19 3TL,UK
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643

"واقفین نَو عالمگیر" کے نام سے ہم نے ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے جس میں ہم ایسے واقفین نَو کے انٹرویوز پیش کریں گے جو میدانِ عمل میں آچکے ہیں اور جماعت احمدیہ کی کسی بھی رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق پارہے ہیں۔ اگر آپ مندرجہ بالا زمرہ میں آنے والے کسی واقفِ نَو کو جانتے ہیں تو آپ اُن کا انٹرویو لے کر ہمیں ضرور ارسال کریں۔ اس طرح دنیا بھر میں بسنے والے واقفین نَو کو رہنمائی بھی ملے گی اور میدان عمل میں خدمت کرنے والوں کے تأثرات سے بھی آگاہی حاصل ہو گی جس سے وہ اپنے مستقبل کا بھی اندازہ کر سکیں گے۔ نیز انہیں علم ہو گا کہ واقفینِ نَو کِن کِن شعبوں میں خدمت کرنے کی توفیق پارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام واقفینِ نَو کو بے نفس ہو کر اور خلیفۂ وقت کی توقعات کے مطابق احسن رنگ میں خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔ (مدیر)

1۔ آپ ہمیں اپنے نام، تاریخ پیدائش، پیدائش کے مقام، تعلیم وغیرہ سے آگاہ کریں اور مختصراً بتائیں کہ آپ کا بچپن کیسا گزرا؟

خاکسار کا نام رفاقت احمد ہے، 16 فروری 1988ء کو ربوہ میں پیدا ہوا اور میرا آبائی گاؤں نانو ڈوگر ضلع لاہور ہے۔ میرے والد مکرم سلطان احمد ڈوگر صاحب (واقفِ زندگی) نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان میں کارکن تھے۔ بعد ازاں ان کو ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں مینیجر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ نیز متعدد مرتبہ اسیر راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی ہوا۔ خاکسار کی مرحوم والدہ مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ نیک، دعا گو اور سلیقہ مند خاتون تھیں۔ آپ کو تبلیغ کا خاص شوق تھا اور ملنے والوں پر گہرا نیک اثر چھوڑتی تھیں۔

والد صاحب واقف زندگی ہیں۔ گھر میں مالی کشائش نہ ہونے کے باوجود مال میں بہت برکت تھی۔ خاکسار اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی قسم کی محرومی محسوس نہیں کرتا۔ ربوہ کے بابرکت ماحول میں نظام جماعت کی برکات کے ساتھ بچپن گزرا۔ مکرم ملک یوسف سلیم صاحب مربی سلسلہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ نے نہایت محبت سے قرآن کریم پڑھایا۔ میں نے روزانہ کی بنیاد پر منعقدہ اطفال کلاسز میں دین کا بنیادی علم حاصل کیا۔ بعد ازاں اطفال الاحمدیہ اور پھر خدام الاحمدیہ میں بھی متعدد شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔

ربوہ کے دوسرے محلوں کی طرح ہمارے محلہ کا شعبہ وقف نو بھی فعال تھا۔ مکرم ظفر اللہ کاہلوں صاحب مجھے سب سے پہلے سیکرٹری وقف نو یاد ہیں جنہوں نے نہایت اخلاص سے ہم بچوں کی تربیت کی۔ ہمارے لئے عربی اور جاپانی زبان کی کلاسوں کا انتظام بھی کیا۔ مکرم شاکر مسلم بٹ صاحب امیر و مشنری انچارج نائیجر ہمیں عربی زبان سکھاتے۔ اسی طرح مرحوم مکرمہ امۃ السمیع صاحبہ (آنٹی سمیع) نے ہمیں پیار سے اور بعض اوقات مناسب سختی سے نصاب وقف نو یاد کروایا۔ پھر میٹرک کے بعد واقفین نو کی تربیتی کلاس میں شمولیت کا موقع ملا۔

ابتدائی تعلیم مریم پرائمری سکول ربوہ سے حاصل کی، میٹرک نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ، ایف ایس سی تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے پاس کیا۔ اس کے بعد وکیل صاحب وقف نو کی ہدایت پر لاہور سے تین سال کا ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر، پرنٹنگ ٹیکنالوجی میں حاصل کیا۔ 2010ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے بی اے جرنلزم اور ایجوکیشن کے مضامین سے پاس کیا اور مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کے مشورہ اور ہدایت پر ایم اے (ویسٹرن ہسٹری) کی ڈگری 2013ء میں سرگودھا یونیورسٹی سے حاصل کی۔

2۔ آپ واقفِ نَو ہیں۔ زندگی وقف کرنے کے لئے یعنی تجدید عہد کے لئے آپ کو کس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے؟

تجدید عہد نہ کرنے کے بارہ میں دل میں کبھی خیال بھی پیدا نہیں ہوا۔ اس میں خاکسار کے دادا مکرم محمد ناصر احمد ڈوگر صاحب (جن کی خواہش سے خاکسار کو وقف کیا گیا) کی دعائیں، والدین کی تربیت اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کے مضبوط تربیتی نظام کا حصہ شامل ہے۔

خاکسار نے جب سے ہوش سنبھالا مکرم والد صاحب کو دن رات محنت، دیانت اور اخلاص سے خدمت دین میں مصروف پایا۔ اسی طرح

بعض بزرگان جن سے بچپن میں تعلق رہا، مکرم مولوی ابراہیم بھامڑی صاحب (سابق صدر محلہ) مکرم مولوی بشیر احمد قمر صاحب (ناظر اصلاح وارشاد، تعلیم القرآن وسابق مبلغ مغربی افریقہ) مکرم سید عبد الحئی شاہ صاحب (ناظر اشاعت) اسی طرح ہمارے ہمسائے مکرم مرزا عبد الطیف صاحب کا بھی خاکسار پر بہت اثر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی صحبت سے خاکسار فیضیاب ہوا۔

رقیم پریس گھانا کی عمارت

3۔ آجکل آپ کس رنگ میں جماعت کی خدمت کر رہے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت 2014ء میں خاکسار کا تقرر رقیم پریس گھانا میں فرمایا تھا۔ فروری 2015ء سے خاکسار رقیم پریس گھانا میں خدمت کی توفیق پارہا ہے۔

بطور ادارہ رقیم پریس گھانا جماعت احمدیہ گھانا کی ایک ذیلی کمپنی ہے، جس کے انچارج مکرم راغب ضیا الحق صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ رقیم پریس گھانا ایک آفسیٹ پرنٹنگ پریس ہے، اوراس پریس کو خاص طور پر جماعتی ضروریات کے مطابق کتب کی طباعت کو مدّ نظر رکھ کر ڈیزائن کیا گیاہے۔ رقیم پریس گھانا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کتابوں کی ڈیزائنگ، لے آؤٹ سیٹنگ، پلیٹ میکنگ اور پرنٹنگ سے لے کر بائنڈنگ کے مختلف امور کے لئے تمام سہولیات اور مشینیں موجود ہیں۔

رقیم پریس گھانا میں کتاب کی طباعت کے مختلف مراحل

رقیم پریس گھانا میں ایک کتاب کومختلف سافٹ ویئرز کی مدد سے ٹائپ اور ڈیزائن کر کے تیار کیا جاتا ہے۔ پریس شیٹ سائز کے مطابق Imposition لے آؤٹ تیار کرنے کے بعد Computer To Plate مشین کی مدد سے تیار شدہ لے آؤٹ اور امیج کو ایلومینیم پلیٹ پر منتقل کردیا جاتا ہے۔ اس پلیٹ کو پرنٹنگ مشین میں لگانے کے بعد پیپر پر امیج پرنٹ ہوتا ہے۔ بعد ازاں حسب ضرورت کُتب کی فولڈنگ مشین

یا ہاتھوں سے کی جاتی ہے۔ کولیٹنگ، بائنڈنگ اور کٹنگ کے مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد کتاب تیار ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ ایک کتاب کی تیاری میں ایک ہفتہ اور بعض اوقات کئی مہینے درکار ہوتے ہیں۔

4۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو خدمت کرنے کے حوالہ سے کیانصیحت فرمائی ہے؟

خاکسار کی تاحال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات نہیں ہوئی۔ لیکن خاکسار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تمام نصیحتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بالخصوص ان نصائح پر جو حضور انور نے واقفین نو کومختلف مواقع پر فرمائی ہیں۔

5۔ آپ کی روزمرہ کی مصروفیات کیاہیں؟

نماز فجر اور ناشتہ وغیرہ کے بعد 8 بجے کے قریب خاکسار پریس کے لئے روانہ ہوتا ہے۔ جہاں اپنے سپرد مختلف ذمہ داریوں کی ادائیگی کی کوشش ہوتی ہے۔ شام 5 سے 6 بجے تک گھر واپسی ہو جاتی ہے۔ شام کو گھر میں کھانے کے بعد مطالعہ، ٹیلی ویژن، اور وقف نو گھانا کے کاموں کے لئے چند گھنٹے گزارتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام نمازیں ادا کرنے اور حضور انور نے جن دعاؤں کو پڑھنے کی تحریک کی ہے ان کا باقاعدگی سے ورد کرنے کی بھی توفیق مل رہی ہے۔

دفتری اوقات میں یاگھر واپس آکر انٹرنیٹ سے اخبارات کا مطالعہ ہو جاتا ہے۔ اگر اندھیرا ہونے سے پہلے گھر واپسی ہو جائے تو اپنے بیٹے عزیزم صباحت احمد کو لے کر ایک گھنٹہ walk کے لئے جاتاہوں۔

6۔ کیا آپ مذکورہ بالا خدمت کے علاوہ کسی اَور خدمت کی توفیق پارہے ہیں؟

خاکسار وقف نو گھانا کے لئے ان کی ویب سائیٹ، www.waqfenaughana.org پر کام کرنے کے علاوہ وقفِ نَو کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اقتباسات روازنہ وقف نو گھانا کے شعبہ سوشل میڈیا کے ذریعہ پھیلانے کی توفیق پا رہا ہے۔

7۔ آپ اپنی فیملی کو کتنا وقت دیتے ہیں اور آپ اپنی صحت کو کس طرح برقرار رکھتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے فضل سے فیملی کے ساتھ صبح، دوپہر اور شام کو کھانا کھانے کی توفیق ملتی ہے۔ اسی طرح شام کو پریس سے واپسی کے بعد فیملی کے ساتھ بیٹھنے کا وقت ملتا ہے۔ مہینہ یا دو مہینوں کے بعد فیملی کے ساتھ تفریحی مقامات یا باہر کھانے کے لئے جانے کا بھی موقع ملتا ہے۔ خاکسار کی مصروفیات اور ترجیحات بدلنے کی وجہ سے روزانہ کھیل تو ممکن نہیں ہے لیکن زیادہ سے زیادہ پیدل چلنے کی کوشش کرتا ہوں اور خوراک میں احتیاط کی کوشش کرتا ہوں۔

8۔ زندگی وقف کرنے والوں کو آپ کیا نصیحت کرنا چاہتے ہیں؟

ہمارا وقف صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ہونا چاہئے۔ اور خلیفہ وقت سے مضبوط تعلق رکھیں۔ حضور انور کو باقاعدگی سے خط لکھیں اور حضور کے خطبات، خطابات اور پروگراموں کو لائیو سنیں۔ حضور انور کی نصائح پر عمل کریں۔ دعاؤں پر زور دیں۔ اپنے افسران کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔ ٹیم ورک کی عادت بنائیں۔ اچھا لیڈر ایک استاد ہوتا ہے۔ غلطیوں سے سبق حاصل کریں۔ اپنے وقت کو بہتر طریقے سے جماعت کی بہتری کے لئے استعمال کریں۔

9۔ آپ جس خدمت پر مامور ہیں اس کی جماعتی اہمیت سے ہمیں آگاہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے "تکمیل ہدایت" فرمادی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بعثت کا مقصد "تکمیل اشاعت ہدایت" ہے۔ اسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ کو نت نئی خادمِ دین ایجادات سے نوازا ہے۔ قرآنی پیشگوئی "وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَت" کے مطابق ایک ایجاد پرنٹنگ پریس کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنے مشن یعنی تکمیل ہدایت کی اشاعت کے لئے جب اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے اسلام کی تائید میں بے نظیر کتب، مضامین اور خطوط تحریر فرمائیں تو ان کتب و مضامین وغیرہ کی طباعت کے لئے حضور علیہ السلام نے 1895ء میں قادیان میں ضیاء الاسلام پریس قادیان قائم فرمایا۔

سلسلہ احمدیہ کی توسیع کے ساتھ ساتھ دنیا کے 11 ممالک میں پرنٹنگ پریسز یعنی چھاپہ خانوں کا قیام ہوا جن میں سے ایک رقیم پریس گھانا کے نام سے موسوم ہے۔ خاکسار اس پریس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن "تکمیل اشاعتِ ہدایت" میں حقیر سی مدد کی توفیق پا رہا ہے۔

10۔ اور کوئی بات جو آپ ہم سے share کرنا چاہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کی اہلیہ مکرمہ باسلہ احمد صاحبہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں اور انہوں نے BS(HONS)Physics کیا ہوا ہے۔ وہ خود بھی وقف ہیں اور ایک واقف زندگی کی اہلیہ ہونے کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کر رہی ہیں۔ گھر اور دیگر امور سنبھال رکھے ہیں تا کہ خاکسار یکسوئی سے خدمت کر سکے۔ دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

اُردُو

الفاظ کے نئے رنگ، نئے رُوپ

درج ذیل ایک ایک نمبر کے ماتحت دو دو لفظ دیئے گئے ہیں۔ یہ الفاظ تقریباً ہم معنی معلوم ہوتے ہیں اس لئے کبھی ایک کی جگہ دوسرا لفظ غلطی سے استعمال ہو جاتا ہے۔ لیکن دونوں کے معنوں اور استعمال میں کچھ نہ کچھ فرق ہے۔ یہ فرق ملاحظہ فرمایئے:

ا۔ حمد اور ثنا:

لفظ حمد خدا تعالیٰ کی تعریف و عظمت بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی حمد خدا کے لئے مخصوص ہے اور ثنا کا استعمال انسانوں کے لئے بھی ہوتا ہے۔

۲۔ کارگزاری اور کارستانی:

کارگزاری: بہت کام کرنا، مستعدی سے کام کرنا۔ مثلاً : اُس کی کارگزاری سے افسر بہت خوش ہے۔

کارستانی: چالاکی، عیّاری، شرارت۔ مثلاً: یہ سب اسی کی کارستانی ہے۔

۳۔ کارگاہ اور کارزار

کارگاہ: کام کرنے کی جگہ، کارخانہ، جولاہوں کا کرگہ۔

کارزار: کثرتِ کار کی جگہ مراد ہے لڑائی، جنگ۔

۴۔ توڑنا اور پھوڑنا:

توڑنا۔ ٹوٹنا: اس کا استعمال شیشے، لکڑی، دھاگے، تار وغیرہ کے لئے ہوتا ہے۔

پھوڑنا۔ پھوٹنا: مٹّی کے ظرف، آنکھوں، سَر، چھالے، قسمت، تقدیر کے لئے مستعمل ہے۔

۵۔ پہننا اور اوڑھنا:

پہننا: کُرتے، قمیص، ٹوپی، زیور، انگوٹھی، جوتی، جراب، دستانے وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اوڑھنا: چادر، دُلائی، لحاف، کمبل، بُرقع وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی اکثر ان کپڑوں کے لئے جو بدن کو لپیٹنے کے کام آتے ہیں۔

اوڑھنا اگر بچھونا کے ساتھ مل کر استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی ہو جاتے ہیں کسی چیز کو ہر وقت استعمال کرنا جیسے ہم نے انگریزی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیاہے۔

۶۔ کھنگالنا اور اَنواسنا:

کھنگالنا: سرسری طور پر کپڑے کا پانی سے دھونا یا کسی برتن میں پانی ڈال کر ہلانا تاکہ وہ خوب صاف ہو جائے۔

انواسنا: کورے برتن کو کھنگالنا۔

۷۔ کھلنڈرا اور کھلاڑی:

کھلنڈرا: کھیل کُود میں مشغول رہنے والا۔

کھلاڑی: کھیل جاننے والا، کھیلنے میں ماہر، کھیلنے والا۔

۸۔ کرتب اور کرتوت:

کرتب: کام، ہنر، عجیب اور غریب کام۔ مثلاً: پاک فضائیہ کی طرف سے فضائی کرتب عوام کے لئے مسحور کُن تھے۔

کرتوت: عموماً بُرے کام کے لئے یعنی حرکاتِ ناشائستہ کے لئے اور بطور جمع استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ''اُس کے کرتوتوں نے یہ روزِ بد دکھایا''۔

۹۔ گڈمڈ اور گڑبڑ:

گڈمڈ یا گڈبڈ: ملا جلا، ملا دینا۔

گڑبڑ: پیٹ بولنے کی آواز کنایۃً جھمیلا، افرا تفری، بے انتظامی، کھلبلی۔ مثلاً: دفتر میں بڑی گڑبڑ ہو رہی ہے۔

.........................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم مقام اور ان کے مطالعہ کی اہمیت

عطاء الحیٔ ناصر۔یوکے

قسط نمبر 2

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف، "براہین احمدیہ" تھی۔ جس میں آپؑ نے اسلام کے نُور کو دنیا پر آشکار کیا۔ اور بہت سی پیشگوئیاں بیان کیں۔ جن کا آئندہ زمانے میں پورا ہونا اسلام کے لئے ایک نئی زندگی کا پیش خیمہ بنتا تھا۔ اور ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا مستقبل میں آپؑ کی صداقت کا نشان ٹھہرتا تھا۔

1896ء میں جلسہ مذاہبِ عالَم کے لئے آپؑ نے ایک مضمون لکھا۔ اور آپؑ کے قلم میں ایسی طاقت اور سچائی تھی کہ خُدا تعالیٰ نے آپؑ کو اِلہاماً خبر دی کہ: "مضمون بالا رہا"۔

جب آپ کا مضمون جلسہ مذاہبِ عالَم میں پڑھا گیا۔ تو اُس نے حاضرین کے دِل موہ لئے۔ اور ہر ایک کے دِل میں آپ کے ایک ایک لفظ نے اثر کیا۔ اور آپ ہی کے مضمون کو مکمل پڑھے جانے کی خاطر جلسہ کے مقررہ ایام میں ایک دِن کا اضافہ کر دیا گیا۔ اور یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ واقعۃً آپؑ کا مضمون بالا رہا۔ یہ مضمون بعد میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے شائع ہوا۔

آپؑ نے اپنی تصنیفِ لطیف "مسیح ہندوستان میں" حضرت عیسیٰؑ کی کشمیر کی جانب ہجرت اور پھر وہاں پر ہی وفات پا کر دفن ہونا ثابت کر کے حیاتِ عیسیٰؑ کے عقیدہ کو رَدّ فرمایا۔ اور عیسائیت پر ایک موت کی سی کیفیت طاری کر دی۔ اور یہی وہ "کسرِ صلیب" تھا جو کہ پیشگوئیوں کے مطابق آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے کا ایک اہم فریضہ تھا۔ اس بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ و سلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ "یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ" یعنی آنے والے موعود کے عظیم کارناموں میں سے ایک کارنامہ کسرِ صلیب بھی ہے۔

اسی طرح اپنی کتاب "ازالہء اوہام" اور دیگر کتب میں بھی قرآن و حدیث کی رُو سے حیاتِ عیسیٰؑ کے باطل عقیدہ کو رَدّ کیا۔

آپؑ نے اپنی کتاب "کشتیٔ نوح" میں طاعون کا ذکر کیا۔ نیز اس عذابِ الٰہی سے بچنے کے لئے روحانی دوا سے بھی آگاہ کیا۔

اس کے علاوہ اپنی ایک تصنیف "ست بچن" میں حضرت گرو بابا نانکؒ کے بارہ میں یہ ثابت کیا کہ وہ ایک سچے مسلمان تھے اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دِل و جان سے ایمان لائے تھے۔ اور اسلام کو ایک سچا اور کامل مذہب جانتے تھے۔

پھر اپنے ایک رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں مقامِ نبوت، ختمِ نبوت اور ظلّی و بروزی نبوت کو بڑے مدلّل اور فصیح و بلیغ انداز میں سب پر آشکار کیا۔ اور اس بارہ میں تمام شکوک و شبہات کو دُور کیا۔ اور واضح کیا کہ آپؑ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت پر کامل ایمان ہے۔ آپؑ نے اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی فیض پا کر بروزی و ظلّی نبی ہونے کا تمغہ حاصل کیا۔

2009ء میں انگلستان سے reprint ہونے والے روحانی خزائن کے سیٹ کی ایک تصویر۔ 2008ء میں یہ سیٹ پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا گیا۔

آپؑ نے اپنی ایک کتاب "مِنَنُ الرحمٰن" میں عربی زبان کو "اُمُّ الالسنہ" ثابت کیا۔

پھر "حقیقۃ الوحی" میں وَحی اور اِلہام کی حقیقت کو کھول کر بیان کیا۔ اور مُلہمین کے مختلف مدارج بتائے۔ نیز اپنی صداقت کی بابت ظاہر ہونے والے نشانات کا بھی ذکر کیا۔ پھر اپنی ایک اور تصنیف "چشمۂ معرفت" میں آپؑ نے آریہ سماج کی طرف سے اِسلام پر لگائے گئے گندے اور جھوٹے الزامات کے مدلّل جوابات دے کر اسلام کا عظیم الشان دفاع کیا۔ اور اسلام کی سچائی ثابت کی۔ نیز قرآنِ مجید پر اُٹھائے جانے والے اعتراضات کا بھی تفصیلی جواب دیا۔ اور قرآنِ کریم کی عظمت اور رُتبہ کو واضح کیا۔ اسی کتاب میں آریہ سماج کے گندے اور بے بنیاد عقائد کا ذکر کر کے اُن کے سَروں کو شرم سے جُھکا دیا۔ نیز اسلام کے قادر و توانا خُدا کو اُن پر آشکار کیا۔

آپؑ نے اپنی ایک کتاب "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" میں جہاد کی وضاحت بیان کی۔ اور یہ ثابت کیا کہ اسلام کے آغاز میں لڑی جانے والی تمام جنگیں دفاعی تھیں۔ نیز واضح کیا کہ اسلام اَمن کا مذہب ہے۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ جہاں ایک طرف نادان مسلمان جہاد کے مضمون پر غلطی کھا کر انتہا پسندی کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور نام نہاد علماء، عام مسلمانوں کو ظُلم کی طرف راغب کر رہے ہیں۔ وہیں دوسری طرف کچھ عیسائی پادری بھی اسلام کے خلاف منفی پراپیگنڈا کرتے ہوئے جہاد کے حوالے سے اسلام کو بدنام کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ اور اسلام کے بارہ میں جھوٹے تصوّرات لوگوں کے دلوں میں ڈال کر اسلام مخالف سوچ کو مزید ابھار رہے ہیں۔ حضورؑ نے کچھ پادریوں کا ذکر بھی کیا جنہوں نے اسلام مخالف کتب کے ذریعہ سے مسلمانوں میں جنونیت اور انتہا پسندی کو مزید ہَوا دی ہے۔ جیسا کہ "پادری فنڈل" کی کتاب "میزان الحق"۔ آپؑ نے یہ واضح کر دیا کہ اب جہاد بالسیف منقطع ہے۔ اور جہاد بالقلم کی ضرورت ہے۔ اور اس طرح آپ کے حق میں یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی کہ مسیحِ موعود "یَضَعُ الحَرب" کرے گا۔

آپؑ کی آخری کتاب "پیغامِ صلح" میں آپؑ نے تمام مذاہب کو آپس میں اَمن میں رہنے کی تلقین فرمائی۔ اور فتنہ و فساد سے بچنے کی راہ دِکھلائی۔

پس آپؑ کی ہر کتاب میں، ہر سطر میں اور ایک ایک حرف میں قوتِ فُرقانی نظر آتی ہے۔ اور آپؑ کے قلم کی ایک ایک جُنبش دشمن پر سحر طاری کرنے والی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں۔ اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

آپؑ اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں:

مسیحِ وَقت اَب دنیا میں آیا — خُدا نے عہد کا دِن ہے دِکھایا
مبارک وہ، جو اب ایمان لایا — صحابہؓ سے مِلا، جب مجھ کو پایا

آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جسمانی طور پر ہم میں موجود نہیں۔ مگر آپؑ کی کتب روحانی خزائن، ملفوظات، اشتہارات اور

باقی صفحہ نمبر 30 پر ملاحظہ فرمائیں

جلسہ سالانہ برطانیہ کے ایّام میں
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کی مصروفیات پر مشتمل ڈائری

عابد وحید خان صاحب انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس کی ذاتی ڈائری

مکرم عابد وحید خان صاحب کی ڈائریز میں سے صرف ایک مختصر انتخاب قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ مکمل ڈائریز

www.alislam.org/library/topics/diary

پر دستیاب ہیں۔ آپ ان ڈائریز کو ضرور پڑھیں اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تمام خطابات اور خطبۂ جمعہ بر موقع جلسہ سالانہ یوکے 2017ء درج ذیل لنک پر دیکھے اور سنے جاسکتے ہیں۔

www.mta.tv/jalsa-salana-uk-2017

امریکہ سے تعلق رکھنے والے نَوجوان مربیان پر مشتمل ایک وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ

21/اگست 2016ء کو امریکہ سے تعلق رکھنے والے نو جوان مربیان پر مشتمل ایک وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات ہوئی۔ یہ تمام مربیان جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل مربیان تھے اور اُنہیں ہدایت تھی کہ وہ اِس سال جلسہ سالانہ یوکے کے لئے آئیں۔

میٹنگ کے دوران مَیں نے دیکھا کہ حضور انور مربیان سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ حضور انور نے انہیں ایک گھنٹہ سے زائد وقت دیا تاکہ جو بھی سوالات ان کے ذہنوں میں ہیں، کوئی بھی مسئلے ہیں یا کوئی بھی پریشانی اُنہیں لاحق ہے وہ اس بارہ میں حضور سے کھل کے بات کر سکیں۔ حضور انور نے ان کی رہنمائی فرمائی اور انہیں ہدایات سے نوازا کہ انہیں کس طرح اپنے کاموں کو سرانجام دینا چاہئے۔

صلوٰۃ کے حوالہ سے ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: 'آپ کو چاہئے کہ تمام افرادِ جماعت کو تلقین کریں کہ وہ نمازِ فجر مسجد میں ادا کریں۔ خاص طور پر اُن افراد کو جو مسجد کے قریب رہتے ہیں۔ آپ کو دیکھنا چاہئے کہ کِن کِن افراد کے پاس گاڑیوں میں جگہ ہے اور اُن میں سے کون دوسروں کو نماز پر لے جاسکتے ہیں۔'

ایک اَور مربّی کو حضور انور نے فرمایا: 'اگر کوئی بھی شخص نماز فجر کے لئے مسجد میں نہیں آتا پھر بھی آپ مسجد جائیں اور مسجد کے دروازے کھولیں اور اپنی نماز مسجد میں ہی ادا کریں۔ آپ کو لازمًا دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہئے۔'

حضورانور نے اس بات کی اہمیت بھی واضح فرمائی کہ آفس سے باہر جماعتی کاموں کے علاوہ مربیان کو دن بھر اپنے آفس میں ہی رہنا چاہئے۔ **حضور انور نے فرمایا کہ** یہ بات مقامی احمدیوں کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے کہ وہ اپنے مربیان سے کسی وقت بھی مِل سکیں۔

مربیان کو عمومی ہدایات نوازتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: 'آپ کو کم از کم تین ماہ قبل اپنے کاموں کو حتمی شکل دینی چاہئے اور اُن جماعتوں کو بار بار نوٹس دینا چاہئے جن کا آپ نے وزٹ کرنا ہے تاکہ وہ بھی صحیح منصوبہ بندی کے ساتھ تقریبات کی تیّاری کر سکیں جو بالآخر اُنہیں کو فائدہ دے گا۔ آپ کو اس لئے جماعتوں میں نہیں بھیجا جاتا کہ آپ مقامی جماعتوں میں بتائے بغیر جائزہ لینے کے لئے جائیں بلکہ آپ کو اُن کی تربیت کے لئے، اُن کی رہنمائی کے لئے اور اُن کی مدد کے لئے وہاں بھیجا جاتا ہے۔'

حضور انور نے مزید فرمایا: 'مربی ہونے کی حیثیت سے آپ کو کبھی بھی وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے برعکس اگر آپ کے پاس وقت ہے تو اُسے کسی تعمیری کام کے لئے صرف کرنا چاہئے، کچھ پڑھیں اور اپنے

علم میں اضافہ کریں۔ بالخصوص حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تفسیر پڑھیں اور پھر دوبارہ پڑھیں اور باقاعدگی سے The Essence of Islam کا مطالعہ کریں۔ ذاتی مطالعہ کے بغیر آپ وہ باتیں بھی بھول جائیں گے جو آپ کو پہلے سے ہی پتہ ہیں۔ جو بھی یہ سمجھتا ہے کہ جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ عالم ہو چکا ہے وہ غلطی پر ہے۔'

☆...**ایک مربی نے حضور انور سے عرض کی** کہ جامعہ احمدیہ برطانیہ کے طلباء اور فارغ التحصیل مربیان کا حضور انور سے ایک 'خاص' تعلق ہے اور انہوں نے دوسرے ممالک سے فارغ التحصیل مربیان کی نسبت حضور انور سے زیادہ اور باقاعدگی سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: 'اس کمرے میں بھی بعض جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل مربیان بیٹھے ہیں جن سے میرا خاص تعلق ہے۔ آپ میں سے بعض باقاعدگی سے مجھے ذاتی طور پر لکھتے ہیں مگر آپ میں سے بعض بے قاعدہ ہیں۔'

میٹنگ جاری رہی اور ایک موقع پر حضور انور نے نہایت خوبصورت انداز میں فرمایا: 'خواہ آپ کا میرے سے کوئی ذاتی تعلق ہو یا نہ ہو، آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ میں آپ میں سے ہر ایک کے لئے دعا کرتا ہوں۔'

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے فارغ التحصیل مربیان کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ

اسی روز سہ پہر جامعہ احمدیہ کینیڈا سے امسال (2016ء) فارغ التحصیل ہونے والے مربیان کی حضور انور کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی۔ یہ مربیان حضور انور کی ہدایت پر افریقہ جانے والے تھے تاکہ وہ وہاں کی مقامی جماعتوں میں جائیں اور چند ہفتوں کے لئے تربیت حاصل کر سکیں۔

حضور انور نے مجموعی طور پر مربیان کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: 'آج کی اس میٹنگ کا بنیادی مقصد آپ سے آشنائی حاصل کرنا ہے۔ لیکن چونکہ آپ عنقریب افریقہ جانے والے ہیں اس لئے مَیں آپ کو بعض نصائح کرنا چاہتا ہوں۔ یاد رکھیں، اگر آپ افریقہ کے لوگوں سے پیار محبت سے پیش آئیں گے اور اُن سے اچھا سلوک کریں گے تو وہ آپ کی خاطر مرنے کے لئے بھی تیار ہوں گے۔ لیکن اگر آپ کسی قسم کی افسری دکھائیں گے تو وہ آپ کا ساتھ نہیں دیں گے اور وہ غصے میں آجائیں گے۔'

حضور انور نے مزید فرمایا: 'جب آپ دُور افتادہ دیہات میں جائیں تو treated پانی پینے کی کوشش کریں یا کم از کم اس بات کی یقین دہانی کر لیں کہ جو پانی آپ پی رہے ہیں وہ اُبلا ہوا ہو۔ اس کے علاوہ آپ کو مقامی کھانا کھانا چاہئے اور مقامی لوگوں اور جماعتوں سے ملنا جلنا چاہئے۔'

حضور انور نے اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: 'افریقہ میں رہن سہن کا معیار اب بہت بہتر ہو چکا ہے لیکن جب مَیں وہاں تھا تو کبھی کبھی مجھے باہر بھی سونا پڑتا تھا۔ اس لئے اگر موقع ملے تو آپ کو بھی کم از کم ایک دفعہ باہر سونا چاہئے۔'

حضور انور نے اس میٹنگ کو اِن الفاظ کے ساتھ برخاست کیا: 'افریقہ کے لوگ آپ کو دیکھیں گے اور آپ کے نمونے پر چلیں گے۔ پس اگر آپ فجر کے وقت سوتے رہیں گے تو وہ یہ گمان کریں گے کہ فجر کے وقت سونا سب لوگوں کے لئے جائز ہے۔ آپ اَب مربی ہیں۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہر قدم اور ہر کام کو دیکھ رہا ہے۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو ایمانداری اور دیانتداری کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔'

حضور انور کے پُر حکمت الفاظ

اسی روز شام کو مجھے حضور انور سے ملاقات کرنے کا شرف ملا اور مَیں نے حضور انور کو بتایا کہ برطانیہ کے ایک معروف انتہا پسند مسلمان عالم کو دہشتگرد کارروائیوں کی وجہ سے سزا سنائی گئی ہے۔ اور میڈیا

مَیں نے خلافت کی برکات کا بار بار مشاہدہ کیا۔ حضور انور نے ذاتی طور پر ہزاروں احمدیوں کو ملاقات کا شرف بخشا، جلسہ سالانہ کے تینوں دن حضور انور نے خطابات دیئے، دوسرے ملکوں سے آنے والے متعدد وفود نے حضور انور سے ملاقات کا شرف پایا، حضور انور نے کئی میڈیا انٹرویوز دیئے اور ساتھ ساتھ مختلف عہدیداروں، کارکنوں اور رضاکاروں کو مسلسل ہدایات سے نوازا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور کے الفاظ، حضور کا پیار، حضور کی شفقت اور حضور کے کرم نے ہر قومیت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو چھوا۔ خلافت کی برکات کبھی ختم نہیں ہوں گی، عالمگیر سطح پر ان کا مشاہدہ ہو رہاہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

☆...☆...☆

والے مسلسل ہمارے ساتھ رابطے میں تھے اور وہ پوچھ رہے تھے کہ کیا ہم اس پر خوش اور مطمئن ہیں کہ اُسے سزا سنائی گئی ہے؟ مجھے یقین تھا کہ حضور انور مجھے کہیں گے کہ ہم خوش ہیں کیونکہ وہ دہشتگرد تھا۔ لیکن حضور انور کا جواب اس سے مختلف تھا۔ اور میں کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ حضور اتنا خوبصورت جواب دیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: 'ہم اس پر کبھی بھی خوش نہیں ہو سکتے کیونکہ اس کی سزا کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان نے ملکی قوانین کی خلاف ورزی کی ہے اور اُس نے نفرت اور دہشتگردی پھیلائی ہے اور اُس نے یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا ہے۔ پھر ہم آج کس طرح خوش ہو سکتے ہیں؟ ہم اس خبر سے کس طرح مطمئن ہو سکتے ہیں؟'

حضور انور نے مزید فرمایا: 'یقیناً یہ بات اچھی ہے کہ اُسے اب قانون کی زدّ میں لایا گیا ہے اور مَیں امید کرتا ہوں کہ یہ دوسرے انتہا پسند لوگوں کے لئے بھی ایک تنبیہ ہو گی اور اُن لوگوں کے لئے بھی جو انتہا پسندی کی طرف مائل ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم کبھی خوش نہیں ہو سکتے کہ اسلام کے پاکیزہ نام کو ایک بار پھر بدنام کیا گیا۔ ہم کبھی خوش نہیں ہو سکتے کہ یہ شخص نفرتیں پھیلاتا تھا اور دوسرے مسلمانوں کو بھی تشدد کی طرف انگیخت کرتا تھا۔'

اختتامیہ

جلسہ سالانہ یوکے 2016ء سے پہلے اور بعد میں کُل دو ہفتوں میں

ذیلی تنظیموں اور جماعتی پروگراموں میں دوسروں سے بڑھ کر اور باقاعدہ حصہ لینے والے ہیں تو پھر سپیشل ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28/اکتوبر 2016ء

بقیہ تشریح حدیث نبوی ﷺ از صفحہ نمبر 04.......

ہونے سے باہر نہ رہے۔ یہ وہ علم کی وسعت ہے جس کی طرف یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اگر انسان کے دل و دماغ کی کھڑکیاں کھلی ہوں تو بسا اوقات ایک عالم انسان ایک بچہ سے بھی علم حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بچے کو بارش اور کیچڑ میں بھاگتے ہوئے دیکھا۔ اور اسے آواز دی کہ میاں بچے ذرا سنبھل کر چلو تا ایسا نہ ہو کہ گر جاؤ۔ بچے نے گھوم کر جواب دیا۔ امام صاحب آپ اپنی فکر کریں۔ کیونکہ میں تو ایک معمولی بچہ ہوں۔ اگر میں گرا تو میرے گرنے کا اثر صرف میری ذات تک محدود رہے گا۔ لیکن آپ دین کے امام ہیں اگر آپ پھسلے تو قوم کی خیر نہیں۔ امام صاحب کی طبیعت بڑی نکتہ شناس تھی فوراً فرمایا کہ اس بچہ نے تو آج مجھے بڑا قیمتی سبق دیا ہے۔

اس حدیث کے تعلق میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جو اس حدیث میں ضَالَّۃ (کھوئی ہوئی چیز) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ ایک مسلمان کو جو بھی حکمت اور دانائی کی بات نظر آتی ہے وہ خواہ اسے پہلے سے معلوم ہو یا نہ ہو۔ در حقیقت اس کا بیج اسلام میں موجود ہوتا ہے اور اسی لئے اسے ضَالَّۃ کہا گیا ہے تاکہ اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ یہ چیز حقیقۃً مومن کی اپنی تھی۔ مگر اس کی نظر سے اوجھل رہ کر اس کے قبضہ سے باہر رہی اس صورت میں مومن کا یہ حق ہے کہ اسے جب بھی ایسی چیز ملے۔ وہ اسے فوراً لے لے۔ اس لئے نہیں کہ اسے کسی دوسرے کی چیز کے اڑا لینے کا موقع میسّر آگیا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اسے اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز واپس مل گئی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضَالَّۃ کے بعد یہ الفاظ فرمائے ہیں کہ فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا "یعنی مومن ہی اس چیز کا زیادہ حقدار ہے"۔ خواہ وہ بظاہر دوسرے کے قبضہ میں ہو۔ اور اگر غور کیا جائے تو حقیقۃً ہر علم و حکمت کی چیز کا اصل الاصول اسلام میں موجود ہے۔ جیسا کہ خود قرآن شریف فرماتا ہے کہ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ "یعنی ہر دائمی صداقت جو انسان کے کام کی ہے وہ قرآن میں موجود ہے"۔ مگر افسوس ہے کہ بہت تھوڑے لوگ ایسے ہیں جو غور کرتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جو کچھ حدیث میں فرمایا ہے وہ بھی در اصل قرآن ہی کی تفسیر ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ آپؐ کی نظر جہاں پہنچی ہے وہاں کسی اور کی نہیں پہنچی اور نہ پہنچ سکتی ہے۔ آپؐ نے خدائی تائید و نصرت سے قرآن کے مستور اشاروں کو حدیث کے منشور اَوراق پر سجا کر رکھ دیا ہے لیکن اس مادی عالم کی طرح جو حضرت آدم سے لے کر اس وقت تک ہر زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرتا آیا ہے۔ قرآن بھی در حقیقت ایک روحانی علم ہے جس کے خزانے کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور اسی لئے اس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔ "یعنی ہمارے پاس (قرآن میں) ہر قسم کے روحانی اور علمی خزانے موجود ہیں مگر ہم انہیں ایک فیصلہ شدہ اندازے کے مطابق صرف حسبِ ضرورت ظاہر کرتے ہیں"۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ در اصل ہر علم و حکمت کی چیز مومن کی ضَالَّۃ ہے کیونکہ اس کا بیج قرآن مجید میں موجود ہے اور قرآن مومن کا اپنا خزانہ ہے۔ خواہ کوئی شخص اس کے اندر کے ذخیروں پر آگاہ ہو یا نہ ہو۔ کاش دنیا قرآن کے مقام کو سمجھے اور کاش دنیا حدیث کے ان جواہر پاروں کی قدر بھی پہچانے جو ہمارے آقا نے قرآن کی کان سے نکال کر ہمارے سامنے پیش کئے ہیں۔"

(چالیس جواہر پارے صفحہ 145 تا 148۔ ایڈیشن جون 2015ء مطبوعہ قادیان)

فرینکفرٹ جرمنی میں واقفینِ نَو اطفال و خدام کی
حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے ساتھ کلاس 31/مئی 2015ء بروز اتوار

قسط نمبر 2

سوال و جواب

پروگرام پیش کئے جانے کے بعد حضور انور نے واقفینِ نو بچوں کو سوالات پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۞...ایک واقف نو نے سوال کیا: جیسا کہ حضور ہر خطبہ میں فرماتے ہیں کہ ہر احمدی کو جماعت کے ساتھ اپنا تعلق اور محبت پختہ کرنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں میرا سوال ہے کہ ایک واقف نو طالب علم اپنے تعلق کو جماعت سے ظاہر اور پختہ کرنے کے لئے کیا کرسکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ اگر آپ اپنے آپ کو واقف نو سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ نے ہمیں وقف کیا تو کس لئے کیا۔ قرآن کریم کی اُس آیت پر عمل کرتے ہوئے کیا جس میں حضرت مریم کی والدہ نے کہا تھا کہ جو کچھ میرے بطن میں ہے، میرے پیٹ میں ہے مَیں اُسے تیرے لئے وقف کرتی ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کو کہا تھا۔ تو آپ کے والدین نے آپ کو خدا تعالیٰ کے لئے وقف کیا ہے۔ تو پہلے یہ سمجھو کہ خدا ہے کون اور جو خدا تعالیٰ نے پیدائش کا مقصد بتایا ہے اس کو سمجھو۔ اور وہ کیا بتایا ہے؟ کہ میری عبادت کرو۔ اس لئے اللہ سے تعلق پیدا کرو۔ اور پہلی بات تو یہ ہے کہ اِس عمر میں پہلے تم لوگوں کو پانچ نمازوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ بہت سارے بچے اپنے گھروں میں دیکھ لیتے ہیں کہ کتنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ یا سردیوں میں یا گرمیوں میں موسم کی شدت کی وجہ سے اگر نمازیں کہیں جمع ہو جائیں یا میرے دوروں کی وجہ سے نمازیں جمع ہو جائیں تو سمجھتے ہیں کہ تین نمازیں ہیں۔ تو یاد رکھیں کہ نمازیں پانچ ہیں اور وقت پر پانچ نمازیں ادا کرو۔ پہلی بات تو یہ اللہ سے تعلق مضبوط کرو۔ پھر دین کا علم حاصل کرو۔ قرآن کریم کو پڑھو اس کا علم حاصل کرو۔ اس کو سمجھو پھر یہ اتنے زیادہ ہدایتوں پر مشتمل جو board لگائے ہوئے ہیں اِن پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ ایک واقف نو کو یہی کرنا چاہئے۔

۞...ایک واقف نو نے عرض کی کہ میرا سوال یہ ہے کہ میں آپ کو نظم کے دو شعر سنا سکتا ہوں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا: یہ سوال تو نہیں جواب ہے۔ (مسکراتے ہوئے فرمایا) سنا دو۔

چنانچہ بچے نے درج ذیل دو شعر سنائے۔

سرزمین عرب سے چلی روشنی
آج تک ہے سفر میں وہی روشنی
ہم پہ احسان کیا ہے حضورؐ آپ نے
ہم اندھیروں میں تھے ہم کو دی روشنی

۞...ایک واقف نو نے سوال کیا۔ حضرت نوحؑ کی کشتی بننے میں کتنا ٹائم لگا تھا؟ اور کس مخلوق نے ان کی مدد کی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ٹائم تو نہیں لکھا ہوا۔ جب کشتی بنا رہے تھے۔ تو ساتھ جو اُن کی قوم تھی وہاں سے گزرتے تھے۔ قرآن شریف تو یہی بتاتا ہے کہ وہ ہنستے تھے کہ ہمارے یہاں تو پانی نہیں ہے، کچھ بھی نہیں ہے، تو کشتی کس لئے بنا رہے ہو۔ حضرت نوحؑ نے یہی جواب دیا تھا آج تم مجھ پر ہنس رہے ہو کل جب تمہیں اس کی اہمیت پتہ چلے گی تو پھر تم پر مَیں ہنسوں گا۔ کشتی بنانے میں کچھ عرصہ تو لگا ہی ہو گا اور شاید مدد بھی کرنے والے اُن کی مدد کرتے ہوں۔ جو اُن کے ماننے والے تھے۔ معین وقت دے کر اتنا precisely نہیں بتایا جاسکتا۔

۞...ایک واقف نو بچہ نے سوال کیا: میرا سوال ہے کہ آپ مجھے ایک pen دیں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ سوال ہے؟ یہ تو بہت بڑا سوال ہے۔ بیٹھ جاؤ بعد میں کسی وقت مجھ سے دفتر میں لے لینا۔

۞...ایک واقف نو نے عرض کیا کہ میرا سوال ہے کہ جامعہ میں اپنی مرضی کے کپڑے کیوں نہیں پہن سکتے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کس نے کہا ہے نہیں پہن سکتے؟

اس پر واقف نو لڑکے نے کہا کہ مَیں جامعہ گیا تو اُن سب نے ایک جیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمہارے سکول میں یونیفارم نہیں ہے؟

اس پر اس نے عرض کیا کہ نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تم لوگوں کے سکولوں میں یونیفارم نہیں ہوتا۔ اکثر سکولوں میں یونیفارم ہیں۔ UK میں تو اکثر سکولوں میں یونیفارم ہوتا ہے۔ پاکستان کے اکثر سکولوں کا یونیفارم ہوتا ہے۔ یہاں پر پبلک سکول میں شاید نہ ہو، انہوں نے کہا ہو کہ common رکھو۔ یا شاید غریب لوگوں کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نہ ہو۔ لیکن جو پرائیویٹ سکول ہیں، میرا خیال ہے جرمنی میں اُن کا یونیفارم یقیناً ہو گا۔ اُنہوں نے اپنی ایک شناخت رکھی ہوتی ہے۔ ایک پہچان رکھی ہوتی ہے۔ تو کوئی نہ کوئی یونیفارم جامعہ کے لڑکوں کو دینا تھا تو مجھے یہ یونیفارم پسند تھا، مَیں نے کہا تمہارا یہ یونیفارم ہے اسے پہنو۔ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے۔ ایک انتظامی مسئلہ ہے۔

۞...ایک بچے نے عرض کیا کہ میں دو شعر نظم کے پڑھ سکتا ہوں کیونکہ میں اپنے نانا ابو سے یہ وعدہ کر کے آیا ہوں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر وعدہ پورا نہ کیا تو پھر کیا کہتے تھے ماروں گا؟ چلو پڑھ دو۔

چنانچہ اس بچے نے درج ذیل دو اشعار پڑھے۔

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رخ پلٹ جائے گا رُت بدل جائے گی

تم دعائیں کرو یہ دعا ہی تو تھی جس نے توڑا تھا سر کبر نمرود کا
ہے ازل سے یہ تقدیر نمرودیت آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی

۞...ایک بچے نے عرض کیا کہ آپ ابھی آخن (Aachen) کی مسجد کا افتتاح کر کے آئے ہیں تو آپ کو مسجد کیسی لگی؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تم Aachen سے ہو؟ اور جمعہ کہاں پڑھتے ہو؟

اس پر واقف نو لڑکے نے عرض کی کہ مَیں آخن کی قریبی جماعت سے ہوں اور جمعہ اپنی جماعت میں پڑھتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسجدیں ساری اچھی ہوتی ہے۔ ہر وہ مسجد اچھی ہوتی ہے جس کی آبادی اچھی ہو۔ مسجدوں کی عمارت تو خوبصورت بنا دیتے ہو۔ مسجد کی اصل خوبصورتی وہاں کے نمازیوں سے بنتی ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ وہاں کی جماعت اس کو کتنا مزید خوبصورت بناتی ہے۔

۞...ایک بچے نے عرض کیا کہ میں Abitur کے بعد جامعہ میں جانا چاہتا ہوں۔ کیا جامعہ کے دوران کچھ اور بھی Study کر سکتے ہیں یا نہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بہتر یہی ہے کہ جامعہ study کر لو۔ جامعہ کے دوران جامعہ کی ہی تعلیم حاصل کرو تو زیادہ بہتر ہے اور اگر اتنے brilliant ہوئے کہ جامعہ کی انتظامیہ نے سمجھا کہ تمہیں کچھ اَور پڑھایا جاسکتا ہے تو اجازت دی بھی جاسکتی ہے۔ پاکستان میں بعض دفعہ جامعہ کے دوران بعض لڑکوں کو جو زیادہ ہوشیار ہوتے ہیں F.A اور Graduation وغیرہ کروائی جاتی ہے۔ لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ student اچھا ہے اور کسی خاص مضمون کی طرف اس کا رجحان ہے، اس کا شوق ہے تو اُس میں specialize کروایا جاسکتا ہے۔ تو وہ جامعہ پاس کرنے کے بعد بھی کرایا جاتا ہے۔ یہاں UK جامعہ سے بعض لڑکے پاس ہوئے ہیں ان کو اب اہم مختلف مضمونوں میں یونیورسٹیز میں graduation کروا رہے ہیں۔

۞...ایک واقف نو بچے نے عرض کیا کہ میرا سوال ہے ہم لوگ جن کی وفات ہو جائے اُن کو زمین میں ہی کیوں دفناتے ہیں؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: زمین میں دفناتے ہیں تو مرنے والوں کا کوئی نہ کوئی عزت و احترام ہونا چاہئے۔ اسلام میں ایک تصور ہے کہ عزت و احترام سے اس کو زمین میں دفن کر دو اور وہاں ایک نشان لگا دو جس سے علم ہو کہ یہاں کون دفن ہے۔ پھر اس قبر پر جا کے دعائیں پڑھتے رہو۔ اب کچھ عرصہ کے بعد زمین میں تو وہ چیز نہیں رہ سکتی۔ جس کو بھی دفنایا جاتا ہے وہ مٹی ہی بن جائے گا۔ یہ قانون قدرت ہے کہ ایک وقت میں آ کے سب کچھ مٹی میں مل جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے جہاں قبرستان میں ہم دفناتے ہیں اس میں

ہزاروں قبریں پہلے ہی بن چکی ہوں۔ جہاں تم گھر بناتے ہو ان جگہوں پر قبرستان ہوں۔ تو بہر حال یہ ایک عزت و احترام کے لئے اور ایک یاد کے لئے اور قبر پر جا کر دعا کرنے کے لئے اسلام میں یہ طریق کار ہے۔ اب ہر قوم اپنے مُردوں سے عزت و احترام سے پیش آنا چاہتی ہے۔ عیسائی ہیں وہ دفناتے ہیں لیکن بعض ایسے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ عزت و احترام اسی میں ہے کہ انہیں جلا دیا جائے یا ہندوؤں میں یہ رواج ہے وہ مرنے والے کے عزت و احترام کے لئے سمجھتے ہیں کہ اس کو ہم جلا دیں تا کہ اس کی راکھ کو بند کر کے ایک جگہ رکھ لیں تو ان کے نزدیک وہ زیادہ احترام ہے۔ اسی طرح اب پارسی لوگ ہیں ان کی عزت یہ ہے کہ انہوں نے بڑے بڑے اونچے مینارے بنائے ہوتے ہیں اور وہاں ایک گرِل (grill) سی لگی ہوتی ہے اس کے اوپر لگا کے اپنے مُردے رکھ دیتے ہیں۔ وہاں کوّے، چیلیں آکے ان کو کھاتے رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہی احترام ہے کہ اس سے اللہ کی مخلوق اس کے مرنے کے بعد بھی فائدہ اٹھا رہی ہے۔ تو ایک احترام کا تصور ہے اپنے اپنے اندازے کے مطابق ہر ایک مذہب نے رکھا ہوا ہے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ بہترین یہی چیز ہے کہ اس کو زمین میں دفناؤ اور قرآن کریم نے بھی یہی تعلیم دی۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ ایک شخص نے جب اپنے دوسرے بھائی کو قتل کیا تو اس کو پھر اللہ تعالیٰ نے سبق دینے کے لئے ایک کوّے کو بھیجا اور بتایا کہ کس طرح مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔ اس نے زمین کریدی۔ اس نے کہا میں بڑا بدقسمت ہوں کہ اپنے مردے کی عزت اور احترام نہیں کیا۔ ایک اپنے بھائی کو مار دیا اور پھر اوپر سے اس کا احترام نہیں کر رہا۔ اس کا احترام یہ ہے کہ اسے عزت سے زمین میں دفنا دیا جائے اور تم دفناتے ہو تو وہاں یادگار بھی رہتی ہے۔ پھر جا کر اس پر دعائیں بھی کرتے ہو۔

❁... ایک واقف نو نے سوال کیا کہ اگر حضور انور کو پاکستان میں رہنے کی اجازت ہو تو حضور کہاں پر رہنا زیادہ پسند کریں گے۔ انگلینڈ میں یا پاکستان میں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پاکستان میں رہنے کی اجازت دلوا دو پاکستان چلا جاؤں گا۔ پاکستان میں رہنے کی اجازت تو مجھے ہے۔ لیکن میں پاکستان میں رہ کے نہ نمازیں پڑھا سکتا ہوں، نہ میں خطبہ دے سکتا ہوں، نہ میں وہ کام کر سکتا ہوں جو میرے فرائض میں داخل ہیں۔ اس لئے جب بھی انشاء اللہ تعالیٰ حالات بہتر ہوں گے اور جس خلافت کے دور میں بھی ہوں گے، اللہ بہتر جانتا ہے تو میرے خیال میں کچھ عرصہ تو خلیفۃ المسیح پاکستان جایا کرے گا یا مجھے موقعہ ملے گا تو جاؤں گا۔ لیکن دنیا کے نظام میں اور جس طرح جماعت احمدیہ میں وسعت پیدا ہو چکی ہے اور یہ ملک جو زیادہ developed ہیں، سوائے اس کے کہ پاکستان اتنا develop ہو جائے جتنا یورپ ہے تو پھر کچھ عرصہ وہاں رہیں گے اور باقی یہاں سے دیکھ کے دنیا کو کنٹرول کرنا بہتر ہے۔ صحیح طرح سب کے ساتھ رابطے رکھنا زیادہ مناسب ہو گا۔ تو میرا خیال ہے کہ کیونکہ اب انگلینڈ میں ایک base بن چکی ہے اور زیادہ کام یہاں سے ہی ہو گا۔ لیکن قادیان اور پاکستان آنا جانا رہے گا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ہمیں UK میں بھی اپنے مرکز کو وسیع کرنا پڑے۔

❁... ایک واقف نو نے سوال کیا کہ حضور اتنا زیادہ جماعت کے لئے کام کرتے ہیں۔ آپ کے پاس freetime ہوتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہاں اگر سوتا ہوں تو free time ہوتا ہے تو سوتا ہوں۔ کام تو ہوتے ہیں لیکن اسی کام میں سے کبھی کبھی وقت نکالنا پڑتا ہے کبھی سال میں ایک دو دفعہ ایک آدھ دن کے لئے outing بھی کرنی پڑتی ہے۔ مجھے shooting کا شوق ہے تو میں کبھی کبھی دو تین گھنٹے کے لئے shooting پر چلا جاتا ہوں۔

❁...ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغام ملتا ہے تو آپ کو کیسے پتہ چلتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر جو نیک بات ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی دل میں ڈالتا ہے اور پھر دل میں ڈالنے کے بعد بار بار احساس ہوتا ہے کہ اس کو کرنا ہے۔ بعض دفعہ ذہن میں مختلف باتیں ہوتی ہیں، لیکن نماز کے دوران، مثلاً بعض دفعہ پتہ چل جاتا ہے کہ اِس طرف توجہ دینی ہے۔ تو اس طرح پتہ چل جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔

.................(باقی آئندہ)

بقیہ تفسیر قرآن کریم از صفحہ نمبر 03..................

اس نصیحت سے مسلمانوں کو ادھر توجہ دلائی کہ خشک دلیلوں ہی سے کام نہ چلایا کرو۔ بلکہ جذبات کو اُبھارنے والی بات بھی کیا کرو۔ اور حکمت کے ساتھ موعظہ حسنہ کو بھی شامل رکھا کرو۔ حسنہ کا لفظ رکھ کر بتادیا کہ جھوٹی غیر تیں نہ دلاؤ۔ جیسا کہ آجکل کے جاہل علماء لوگوں کو بلاوجہ راستبازوں کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔

جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ کہہ کر یہ بتایا ہے کہ ان سے جھگڑا کرتے وقت یہ بھی مد نظر رکھا کرو کہ مختلف دلائل میں سے جو سب سے اعلیٰ اور مضبوط دلیل ہو، اس کو بطور بنیاد اور مرکز کے قائم کیا کرو۔ اور باقی دلائل کو اس کے تابع۔ کیونکہ تائیدی دلیل کے ٹوٹ جانے سے اصل دلیل کو کوئی ضُعف نہیں پہنچتا۔ بر خلاف اس کے کہ اگر مرکزی نقطہ کمزور ہو تو مضبوط تائیدی دلائل بھی کوئی زیادہ فائدہ نہیں دیتے۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ میں بتلایا ہے کہ تم اچھی طرح سے تبلیغ کرتے رہو۔ لیکن اگر لوگ نہ مانیں تو اس سے یہ نتیجہ نکال کر مایوس نہ ہو جانا کہ ہمیں تبلیغ کرنی ہی نہیں آتی۔ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ تمہاری تبلیغ میں کوئی نقص نہ ہو۔ مگر مخاطب کے دل پر اس کے گناہوں کا ایسا زنگ ہو کہ خدا تعالیٰ اس کے لئے ہدایت کی کھڑکی نہ کھولے۔

غرض تبلیغ میں منہمک رہنا چاہئے۔ نتیجہ نکالنا اور اثر پیدا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔

☆...☆...☆.................(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 272 تا274)

بقیہ: کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم مقام اور ان کے مطالعہ کی اہمیت......از صفحہ 21

فتاویٰ کی صورت میں آج بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔اور ہمارے لئے ایک مشعلِ راہ ہیں۔ہم آپؑ کی کتب اور فرمودات کو اپنے لئے ایک مشعل بناتے ہوئے روحانیت کے میدان میں اعلیٰ مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام تحریرات اور ملفوظات ایسے خزائن اور اقوال پر مشتمل ہیں جن میں لعل و جواہرات اور حسین موتی ہیں جو انسان کی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے مد و معاون ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اس خزانے سے فائدہ اٹھائے کیونکہ آپؑ نے خدا تعالیٰ کی مدد اور حکم کے تحت لکھا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اَب مَیں دیتا ہوں؛ اگر کوئی مِلے اُمیدوار

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ مَیں ان خزائنِ مدفونہ کو دُنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے۔اس سے اُن کو پاک صاف کروں۔"

(ملفوظات، جلد اوّل صفحہ 83۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا:

"سلسلہ تحریر میں مَیں نے اتمام حجت کے واسطے مفصّل طور سے ستّر پچھتر کتابیں لکھی ہیں اور ان میں سے ہر ایک جُداگانہ طور سے ایسی جامع ہے کہ اگر کوئی طالبِ حق اور طالبِ تحقیق ان کا غور سے مطالعہ کرے تو ممکن نہیں کہ اس کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا ذخیرہ بہم نہ پہنچ جاوے۔ہم نے اپنی عمر میں ایک بھاری ذخیرہ معلومات کا جمع کر دیا ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 875۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک عربی شاعر "متنبی" اپنے ایک شعر میں کہتا ہے کہ:

أَعَزُّ مَكَانٍ فِي الدُّنْيَا سَرجُ سَابِحٍ
وَخَيْرُ جَلِيْسٍ فِي الزَّمَانِ كِتَابُ

"دنیا میں سب سے زیادہ عزت کا مقام گھوڑے کی پیٹھ ہے (یعنی جنگ) اور بہترین ساتھی کتاب ہے۔" (دیوان المتنبی)

یقیناً کتابیں پڑھنا ایک بہت ہی اچھا مشغلہ ہے۔اور اگر وہ کتابیں ایسے وجود کی ہوں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو اور "مُؤَيَّدٌ مِنَ اللّٰہ" ہو یعنی اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو تو یقیناً اس کی افادیت اَور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اپنی کتب کی اہمیت اور افادیت کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی جماعت کو تلقین فرمائی کہ اِن کتب کا مطالعہ ضرور کریں۔اس حوالہ سے چند ارشادات پیشِ خدمت ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل حصہ دوم صفحہ 365۔روایت نمبر 410)

ایک دوسری روایت یہ بھی ملتی ہے کہ:

"ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد 2 صفحہ 78۔روایت نمبر 407)

آپؑ نے اپنی کتاب نزول المسیح میں فرمایا:

"وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔"

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے جس کو علم نہیں ہوتا مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے۔" (ملفوظات، جلد 4 صفحہ 361۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خلفاءِ احمدیت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی طرف بارہا توجہ دلائی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو قرآن کریم کی تفسیر قرار دیا ہے۔فرمایا:

"حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھو۔اور خوب یاد رکھو کہ حضرت

صاحبؑ کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں۔"

(اصلاح نفس، انوار العلوم جلد 5 صفحہ 447)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک اَور جگہ فرمایا:

"جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں۔ اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص فیضان الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے۔ اس کے متعلق مَیں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کے لئے بیٹھا ہوں۔ دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تو حضرت صاحبؑ کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور ان کے ذریعہ نئے نئے علوم کھلتے ہیں۔ دوسری اگر کوئی کتاب پڑھو تو اتنا ہی مضمون سمجھ میں آئے گا جتنا الفاظ میں بیان کیا گیا ہو گا مگر حضرت صاحب کی کتابیں پڑھنے سے بہت زیادہ مضمون کھُلتا ہے۔"

(ملائکۃ اللہ، انوار العلوم جلد 5 صفحہ 560)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ایک سطر کی قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے تھے... اِس لئے آپ کے قلم سے نکلا ہؤا ایک ایک لفظ دنیا کی ساری کتابوں اور تحریروں سے بیش قیمت ہے اور اگر کبھی یہ سوال پیدا ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کی ہوئی ایک سطر محفوظ رکھی جائے یا سلسلہ کے سارے مصنفین کی کتابیں؟ تو میں کہوں گا آپ کی ایک سطر کے مقابلہ میں یہ ساری کتابیں مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا گوارا کروں گا مگر اس سطر کو محفوظ رکھنے کے لیے اپنی انتہائی کوشش صَرف کر دوں گا۔ ہماری کتابیں کیا ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کی تشریحیں ہیں۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت 1925ء صفحہ 39)

ایک اور جگہ فرمایا کہ:

"اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب مشاہدات پر مبنی اور مشاہدات پر حاوی ہیں۔ ایک عام واعظ تو یہ کہتا ہے کہ قرآن کریم میں اور احادیث میں یہ لکھا ہے مگر خدا تعالیٰ کے انبیاء یہ نہیں کہتے کہ فلاں جگہ یہ لکھا ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل پر یہ لکھا ہے۔ ہماری زبان پر یہ لکھا ہے۔ ان کا وعظ ان کی سوانح عمری ہوتا ہے اس لئے ان کی کتب پڑھنے سے واعظ والا اثر انسان پر نہیں پڑتا بلکہ مشاہدہ والا اثر پڑتا ہے۔ جس طرح دعا نماز کا مغز ہے اسی طرح انبیاء کی کتب میں نصیحت کا مغز ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ اور اس کے انبیاء کے کلام میں پایا جاتا ہے۔"

(خطبات محمود جلد 11 صفحہ 283-284)

روحانی خزائن جلد اوّل کی ایک تصویر

.........(باقی آئندہ)

وقفِ نو لڑکے اور لڑکیاں روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے اور اس کے احکامات کی تلاش کر کے اس پر عمل کرنے والے ہوں تو پھر سپیشل کہلا سکتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28/ اکتوبر 2016ء

اَللُّغَةُ الْعَرَبِيَّةُ

فعل مُضَارِع (سبق نمبر 1)

ہم نے آپ کو اسماعیل کے شمارہ جولائی۔ستمبر 2016ء اور اکتوبر۔دسمبر 2016ء میں مختصراً بتایا تھا کہ فعل ماضی کیا ہے اور فعل ماضی کو کس طرح استعمال کرتے ہیں۔ آج ہم آپ کو فعل مضارع کے بارہ میں مختصراً کچھ بتائیں گے۔

فعل مضارع وہ فعل ہے جس میں حال اور مستقبل دونوں زمانے پائے جاتے ہیں۔ جیسے يَذْهَبُ (وہ جاتا ہے یا جائے گا)۔ ''فعل مضارع معروف'' بنانے کے لئے فعل ماضی (ثلاثی مجرد) کے پہلے صیغہ (واحد مذکر غائب) کے پہلے لفظ کو ساکن کر کے (یعنی اس پر جزم لگا دیں) اور اس کے شروع میں أ لگا دیں، یات لگا دیں، یایَ لگا دیں، یانَ لگا دیں۔ اور آخری لفظ کو پیش دے دیں تو مضارع بن جاتا ہے۔ ذَهَبَ کی مثال لے لیتے ہیں۔ ذَهَبَ فعل ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اور اس کا مطلب ہے 'وہ گیا'۔ اس کے شروع میں ہم نے يَ لگائی ہے، ذْ پر جزم لگائی ہے اور آخر پر پیش لگائی ہے تو وہ مضارع بن گیا یعنی يَذْهَبُ۔ ایک اَور مثال ضَرَبَ کی لیتے ہیں۔ ضَرَبَ کا مطلب ہے 'اس نے مارا'۔ فعل مضارع میں یہ يَضْرِبُ ہو جائے گا۔ اور اس کا مطلب 'وہ مارتا ہے یا وہ مارے گا' ہو جائے گا۔ عَلِمَ سے يَعْلَمُ ہو جائے گا۔ نَصَرَ سے يَنْصُرُ ہو جائے گا وغیرہ۔

آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ يَذْهَبُ میں هَ پر زبر آئی ہے اور يَضْرِبُ میں رِ پر زیر آئی ہے اور يَنْصُرُ میں صُ پر پیش آئی ہے۔ یاد رکھیں کہ افعال کے مختلف وزن ہوتے ہیں۔ عربی زبان میں اس بات کے لئے کوئی قاعدہ مقرر نہیں کہ کس مصدر کا ماضی اور مضارع کس وزن پر آئے گا۔ یہ بات کثرتِ مطالعہ اور عربی زبان کے افعال سے پوری واقفیت حاصل کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔

فعل ماضی کی طرح مضارع کے بھی چودہ صیغے ہیں۔ فَتَحَ کے فعل سے فعل مضارع کی گردان درج ذیل ہے:

		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	(هُوَ)يَفْتَحُ	(هُمَا)يَفْتَحَانِ	(هُمْ)يَفْتَحُوْنَ
غائب	مؤنث	(هِيَ)تَفْتَحُ	(هُمَا)تَفْتَحَانِ	(هُنَّ)يَفْتَحْنَ
مخاطب	مذکر	(اَنْتَ)تَفْتَحُ	(اَنْتُمَا)تَفْتَحَانِ	(اَنْتُمْ)تَفْتَحُوْنَ
مخاطب	مؤنث	(اَنْتِ)تَفْتَحِيْنَ	(اَنْتُمَا)تَفْتَحَانِ	(اَنْتُنَّ)تَفْتَحْنَ
متکلّم	مذکر مؤنث	(أَنَا)اَفْتَحُ	(نَحْنُ)نَفْتَحُ	(نَحْنُ)نَفْتَحُ

مزید تفصیلات اگلے شمارہ میں۔ انشاء اللہ۔

☆...☆...☆